كلمة الخير

ہمیں دیانت دار قیادت کب نصیب ہو گی؟

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنھوں نے حق کا بول بالا کیا۔

گزشتہ ماہ ذرائع ابلاغ میں پاناما پیپرز کا غلغلہ رہا جس نے ہمارے طبقہ اشرافیہ اور سیاسی قیادت کو سربازار عریاں کر دیا۔ کیا حزب اقتدار اور کیا حزب اختلاف دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کئے، ہر ایک نے دوسرے کو بد دیانت، خائن، کرپٹ، کمیشن خور اور ناجائز دولت سے تجوریاں بھرنے اور چھپانے کا مجرم قرار دیا اور ہر ایک نے دوسرے کے احتساب کی دہائی دی۔ اپنی اصلاح، خود احتسابی اور ایثار و قربانی کے لئے کوئی تیار نہیں۔

اقتدار میں آنے اور اقتدار میں رہنے کی کاوشیں اس لئے نہیں کی جاتیں کہ کوئی نئی ذہنیت، نیا اصولِ زندگی، نیا جذبۂ خدمت اور نیا جذبہ اصلاح مقصود ہے بلکہ بقول حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ آج کل کی سیاسی مخالفتوں اور آویزشوں کا اصل منشاء یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے لیکن میرے اہتمام میں ہونا چاہئے جو کچھ ہو میری نگرانی اور چودھراہٹ میں ہو، بداخلاقی و بے مروتی چور بازاری اور دولت سمیٹنے کی ہوس، سب ٹھیک ہے لیکن اس کی تولیت ہمارے سپرد ہو تو خوب ہے گویا اس پر اعتراض نہیں کہ کارخانہ غلط ہے بلکہ اس پر غصہ ہے کہ اس پر ہمارا قبضہ کیوں نہیں؟

پاناما پیپرز نے کئی ملکوں کے لیڈروں کو بے نقاب کر دیا ہے اس طرح کے ممالک اب نئی قانون سازی کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ لندن میں ایک ''اینٹی کرپشن کانفرنس'' منعقد ہو چکی ہے جس میں کرپشن، ککبیکس، کمیشن اور منی لانڈرنگ کی وبا سے نمٹنے کی تدابیر پر غور کیا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس امر کا امکان ہے کہ آئندہ چند برسوں میں سوئزرلینڈ، سپین، پاناما اور برطانیہ وغیرہ میں عوام کا خون چوس کر اربوں

کھربوں کے اثاثے بنانے والوں کا احتساب ہو اور ان کی ناجائز دولت ضبط کر لی جائے۔

پاکستان میں صورت حال یہ ہے کہ حکمران، اپوزیشن، بیوکریٹس، جج اور جرنیل (الا ماشاء اللہ) سب حلال وحرام اور جائز وناجائز کی پروا کئے بغیر دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹنے میں مصروف ہیں، جب اوپر کی سطح پر اختیارات کے ناجائز استعمال پر کوئی قدغن اور باز پرس نہ ہو تو نچلی سطح کے لوگوں سے دیانت اور ایمانداری کی امید کیوں کر کی جاسکتی ہے ''الناس علی دین ملوکھم ''(عام لوگ اپنے حکمرانوں کے نقوش قدم پر چلتے ہیں) اگر حکمران بددیانت ہوں گے تو نیچے بھی اندھیر نگری اور چوپٹ راج ہوگا۔

پاناما پیپرز کے منظرِ عام پر آنے کے بعد جیسے وزیر اعظم اور ان کے خاندان کے بعض افراد آف شور کمپنیوں کے قیام وانصرام میں مبینہ طور پر ملوث پائے گئے اسی طرح اپوزیشن کی کئی جماعتوں کے بااثر افراد بھی پاکستان کے باہر کھربوں کے اثاثوں کے مالک ہیں جو جائز ذرائع سے ممکن ہی نہیں۔ اپوزیشن جماعتیں وزیر اعظم کا نام تو شاملِ تفتیش کرنے پر مصر ہیں لیکن خود اپنے بااثر افراد کو تحقیقاتی عمل سے بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ پاناما پیپرز کی تحقیقات کے لئے کمیشن کے ضوابط کار (ٹی او آرز) پر اب تک اتفاق رائے نہ ہو سکنے کی اصل وجہ یہی ہے۔ اسی پس منظر میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے یہ کہا ہے کہ احتساب کا دوہرا معیار قابل قبول نہیں ''آف شور کمپنیوں'' پر شور مچانے والوں کا بھی احتساب ہونا چاہئے۔

اگر خالص دینی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حب مال اور حب جاہ نے ہر طرف ڈیرے ڈال رکھے ہیں اسی کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ ہر شخص کی نگاہ لینے پر ہے اپنے فرائض ادا کرنے اور دوسروں کو کچھ دینے کے لئے کوئی تیار نہیں، اس تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ زندگی کے مختلف طبقات کے افراد میں خود غرضی، حرص، لالچ اور فرائض سے پہلوتہی کے جذبات غالب آ چکے ہیں جبکہ اللہ کے پیغمبروں نے بتایا کہ سب کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں اور سب کے ذمہ فرائض بھی ہیں، فرائض ادا کرنے میں مستعد بنو اور حقوق حاصل کرنے میں فراخ دل۔

جب اللہ کے نبیوں کی تعلیمات پر عمل ہوگا تو سرکاری اموال میں ایک ڈھیلے کی خیانت بھی جہنم کے انگاروں کی طرح دکھائی دے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ بحیثیت مجموعی آخرت کے یقین اور خدا کے خوف سے خالی ہوتا جارہا ہے جس کا نتیجہ کردار کی پستی اور خیانت وخود غرضی کی صورت میں نکل رہا ہے جو شخص جس

قدر اعلیٰ عہدے اور اختیارات پر فائز ہے وہ اسی قدر خائن، خودغرض اور ناخداترس ہے۔

اگر دل میں خدا پر ایمان اور آخرت کی جوابدہی کا یقین ہو تو عہدے اور اختیارات پہلے سے زیادہ زہد و تواضع اور ایثار کا سبب بن جاتے ہیں ع نہد شاخ پر میوہ سر برزمین

حضرت فاروق اعظم ◆ کے دور میں شام کے شہر حمص کا ایک وفد ان کی خدمت میں آیا۔ فاروق اعظم ◆ نے واردین سے کہا کہ وہاں کے زیادہ محتاج اور ضرورتمند افراد کی ایک فہرست بنائیں تا کہ ان کی مدد کی جاسکے۔ فہرست بنی تو حضرت فاروق اعظم ◆ نے دیکھا کہ اس میں ایک نام ''سعید بن عامر ◆'' کا بھی ہے۔ حضرت سعید بن عامر ◆ صحابی رسول ﷺ تھے اور حضرت فاروق اعظم ◆ نے انہیں شام کا گورنر مقرر کر رکھا تھا۔ انہیں خیال ہوا کہ کوئی اور سعید ہوں گے۔ دریافت فرمایا کہ یہ سعید بن عامر کون ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ہمارے امیر و گورنر! حضرت عمر ◆ نے پوچھا تمہارے گورنر فقیر و محتاج ہیں؟ وفد نے کہا کہ ایسے محتاج کہ مدتوں گھر میں چولہا سلگنے کی نوبت نہیں آئی۔ حضرت عمر ◆ پر سلطانی میں اس درویشی کو دیکھ کر گریہ طاری ہوگیا۔ دیر تک روتے رہے، پھر ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار رکھے، وفد کے حوالے کئے اور فرمایا حضرت سعید ◆ کو میرا اسلام کہنا اور بتا دینا کہ یہ تھیلی آپ کی ضروریات کے لئے ہے۔ تھیلی جب حضرت سعید ◆ کے پاس پہنچی تو بے ساختہ زبان سے ''انا للّٰہ و انا الیہ راجعون'' نکلا۔ اہلیہ سمجھیں کہ شاید کسی کا انتقال ہوگیا ہے یا کوئی بڑی مصیبت آ پہنچی ہے گھبرا کر استفسار کیا حضرت سعید ◆ نے صورتِ حال بتائی اور فرمایا کہ اگر تعاون کرو تو ہم اس مصیبت (دولت) سے بچ سکتے ہیں۔ بیوی نے تعاون کا یقین دلایا تو حضرت سعید ◆ نے اسی وقت یہ پورے دینار مختلف تھیلیوں میں رکھے اور ضرورتمندوں کے لئے روانہ کر دیئے۔

یہ وہی سعید بن عامر ◆ ہیں جن کے زمانہ گورنری میں اہل حمص نے امیرالمؤمنین فاروق اعظم ◆ کی خدمت میں ان کی چار شکایات کی تھیں:

۱۔ صبح، سورج چڑھے گھر سے نکلتے ہیں۔
۲۔ رات کو کسی سے ملاقات نہیں کرتے۔
۳۔ مہینے میں ایک دن بالکل ہی گھر سے باہر نہیں آتے۔
۴۔ بعض اوقات اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے بے خود اور حاضرین سے بے خبر ہوجاتے ہیں۔

شکایات بظاہر معقول تھیں، حضرت فاروق اعظم ◆ نے گورنر سے جواب طلبی کی تو انہوں نے قدرے

تأمل کے بعد فرمایا کہ میں ان چیزوں کا اظہار کرنا نہیں چاہتا تھا مگر امیر المؤمنین کے حکم کی وجہ سے مجبور ہوں۔

۱۔ میرے گھر میں کوئی غلام یا خادم نہیں ہے۔صبح گھر کے کام کاج خود ہی کرتا ہوں فارغ ہوتے ہی وضو کر کے باہر آ جاتا ہوں۔

۲۔ میں نے دن اور رات کی تقسیم کر رکھی ہے دن لوگوں کی ضروریات کے لئے رات خالق حقیقی کی عبادت کے لئے۔اس لئے رات کے وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔

۳۔ میرے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہے مہینے میں ایک دن اسی کو دھوتا ہوں۔ کپڑے خشک ہونے تک انتظار کرتا ہوں۔دن ڈھلے باہر آ جاتا ہوں۔

۴۔ کبھی کبھی ہوش وحواس معطل ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ ایمان لانے سے پہلے میں اس غول میں شامل تھا جس میں حضرت خبیب ♦ کو سولی دی گئی تھی وہ لرزہ خیز منظر میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ میں نے جو اس جاں نثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کی،شاید اس کی وجہ سے اللہ مجھے معاف نہ کرے اور یہی احساس مجھے ہوش وحواس سے محروم کر دیتا ہے۔

اس طرح کے واقعات کے حوالہ سے یہ مقصود نہیں کہ ہمارے حکمران بھی سو فیصد اس طرح کی زاہدانہ بود و باش اختیار کریں۔حدود شریعت میں حکمران اور رعایا دونوں کو اچھا لباس،اچھا مکان اور اچھی سواری رکھنے کی اجازت ہے۔ضروریات کے لئے خادم بھی رکھا جا سکتا ہے،مناسب حد تک آسائش بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔لیکن مال وزر کی ہوس میں اربوں کی خیانت اور کھربوں کے غبن مذہب،قانون،اخلاق اور انسانیت کے خلاف ہے۔پھر ستم یہ ہے کہ سب سے زیادہ کرپشن وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں ''مسیحا'' ہونے کا دعویٰ ہے۔سیاسی لیڈروں کی تقریریں اور بیانات پڑھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بڑھ کر قوم کا خیرخواہ، نجات دہندہ،بے لوث اور امنگوں کا ترجمان کوئی نہیں،جس ملک کی بارہ کروڑ سے زائد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اس ملک کے لیڈروں کو آرام گاہیں،فائیو سٹار ہوٹل،ائیر کنڈیشنڈ گاڑیاں،ہوائی جہازوں کے سفر بیرون ملک تفریحی دورے اور ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں ہماری ان لیڈروں سے صرف اتنی استدعا ہے کہ کرپشن،بدعنوانی،خیانت،مکر و فریب اور جھوٹ سے دولت کے ایسے انبار جمع نہ کریں جنہیں استعمال کرنے کی نوبت بھی نہیں آئے اور کوچ کا نقارہ بج جائے۔

ع سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

جامعہ کے معاون محترم جناب ڈاکٹر افتخار احمد صاحب (مکۃ المکرّمہ،سعودی عرب کی والدہ ماجدہ بھی گزشتہ ماہ انتقال کر گئی ہیں،مرحومہ انتہائی نیک،عابدہ،زاہدہ خاتون تھیں،اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائیں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائیں آمین

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ زمانہ تحریک میں ایک لیڈر مولوی صاحب نے مجھ سے بذریعہ خط تحریکی مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے آنے کی اجازت چاہی، میں نے لکھ دیا کہ گفتگو سے دو مقصود ہو سکتے ہیں افادہ استفادہ۔ اگر افادہ مقصود ہے تو وہ تبلیغ ہے، اس میں صرف میرا کام استماع ہوگا میرے ذمہ جواب نہ ہوگا، جواب کا مطالبہ نہ کیجیے، اور استفادہ مقصود ہے تو استفادہ ہوتا ہے تردد کے بعد تو پہلے اپنے تردد کا اقرار کیجیے یعنی بذریعہ اشتہار اعلان کر دیجیے کہ مجھ کو اب تک تردد نہ تھا مگر اب ہو گیا، جواب آیا جو چاہو سمجھو لو مگر مجھ کو آنے دو، چنانچہ آئے اور خفیہ گفتگو کرنی چاہی، میں نے بعض مصالح سے اس کو پسند نہ کیا، آخر خالی واپس چلے گئے۔

ملفوظ : ایک واقعہ غیر مقلد کی گفتگو کا ہے، بہت سی قیل وقال کے بعد آخر میں، میں نے کہا کہ آپ لوگوں میں دو مرض ہیں ایک بدگمانی کا، ایک بدزبانی کا، اگر یہ نہ ہو تو آدمی تحقیق کر کے اس کی سمجھ میں جو حق ہو بشرطیکہ نیت خراب نہ ہو اور اصول شریعت سے تجاوز نہ ہو اس پر عمل کرے، اس کو کون برا کہتا ہے، گو تقلید کے مسئلہ میں وہ اختلاف ہی رکھے مگر شیعوں کی طرح تبرائی بننا یہ کسی طرح دین نہیں، اس سے تو صاف بدنیتی کا پتہ چلتا ہے، یہ واقعہ قنوج شہر کا ہے۔

ملفوظ : ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ میں قنوج گیا وہاں کچھ لوگ غیر مقلد بھی تھے، حنفی ان کو جامع مسجد میں نہیں آنے دیتے تھے اور وہ وعظ سننے کے لیے آنا چاہتے تھے، میں نے کہا کہ آنے دو اور آمین بالجہر کی بھی اجازت دیدی کیونکہ اگر طبیعتوں میں سلامتی ہو فساد نہ ہو تو اختلافی اعمال میں ہمارا حرج کیا ہے، مگر مشکل تو یہ ہے کہ اکثر امور میں فساد اور شرارت کی جاتی ہے حتیٰ کہ آمین بالجہر میں بھی نیت دوسروں کو مشتعل کرنے کی ہوتی ہے، اس لیے آمین بالجہر اس طرح کرتے ہیں گویا آمین کی اذان دیتے ہیں جو کہیں بھی منقول نہیں، غرض نماز جمعہ کے بعد احباب کے اصرار پر جامع مسجد میں بیان کیا گیا اور اس میں میں نے یہ بھی کہا تھا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی سنت کے موافق اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر احکام کا اتباع نہ کرو گی تو تم کو نہ رکھیں گے اور یہ محض زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ اگر وہ تائب نہ ہوں اور احکام کا اتباع نہ کریں تو اسی سنت پر عمل کرو، میں نے یہ قصداً اس لیے کہا کہ معلوم ہوا کہ رسوم متعارفہ ان لوگوں کے گھروں میں ہیں تو مقصود میرا یہ تھا کہ آمین اور رفع یدین میں تو اتباعِ سنت کا دعویٰ ہے اور رسوم میں اس سنت پر عمل کیوں نہیں، میں اس کی قدر کرتا ہوں کہ یہ سن کر اپنے گھر جا کر حنفیوں نے تو نہیں کہا مگر غیر مقلدوں نے جا کر بالاتفاق کہہ دیا، عورتوں کے کان کھل گئے اور اصلاح ہو گئی۔ (الافاضات الیومیہ ص۹۴،۹۵)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات

درس حدیث سے شغف اور اس کے لیے تکالیف کا تحمل؟

شدید گرمیوں کا زمانہ ہے، دوپہر کے بارہ بج چکے ہیں اور حضرت شیخ پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت کے باوجود دارالحدیث سے سبق پڑھا کر مکان پیدل واپس تشریف لیے جا رہے ہیں، چھتری پیش کی جاتی ہے تو اس کو لینے سے انکار فرما دیتے ہیں، بارش کے زمانہ میں راستہ کیچڑ آلود ہوتا آسمان سے ترشح ہو رہا ہے لیکن حضرت دارالحدیث کی طرف جا رہے ہیں، کپڑوں پر چھینٹیں پڑ رہی ہیں، اس کی جانب کوئی توجہ نہیں، ایک ہاتھ میں چھڑی اور دوسرے ہاتھ میں چھتری ہے، کس کی ہمت ہے کہ چھتری پکڑ سکے، سواری پیش کی جاتی ہے تو اس سے بھی انکار فرما دیتے ہیں، ناصر تانگہ والا کھڑا ہے، طلبہ گزارش کر رہے ہیں کہ راستہ کیچڑ آلود ہے تانگہ پر تشریف رکھیے، مگر سنیے حضرت کیا جواب دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ کیچڑ سے ہم پیدا ہوئے اگر اسی میں جا ملیں تو کیا ڈر ہے؟ ایک دن ناصر تانگہ والے کی برکت لینے کی تمنا اور طلبہ کے اصرار کو دیکھتے ہوئے مان گئے لیکن دوسرے دن کہیں جانا تھا، ناصر تانگہ والا حاضر ہوا تو اس کے تانگہ پر اس وقت سوار ہوئے جبکہ یہ شرط تسلیم کرالی کہ وہ درسگاہ تک لے جانے کے لیے آئندہ کبھی نہ آئے گا، آخر میں جب کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی تو ایک دن مکان سے درسگاہ تک (جس کا فاصلہ تقریباً تین چار سو قدم کے درمیان ہے) تشریف لا رہے تھے، راستہ میں شمالی گیٹ پر ضعف کی وجہ سے دربان دارالعلوم کی نشست گاہ پر بیٹھ گئے، اس واقعہ کے بعد ایکسرے کی غرض سے سہارنپور تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لانے کے بعد طلبہ نے عرض کیا کہ حضرت! کچھ دنوں کے لیے سبق موقوف فرما دیں، تو آپ نے جواب دیا کہ لڑکوں کو شرارت سوجھتی رہتی ہے، یہ نہ پڑھنے کا بہانہ ہے، مجھے تو سبق پڑھانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی البتہ آنے جانے میں ذرا تکلیف ہوتی ہے۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ حضرت! سواری کا انتظام قبول فرما لیجیے تو فرمایا کہ ہاں یہاں تک آنے جانے کے لیے ہوائی جہاز کا انتظام کرلو، یہ وہ دن تھا جس روز سول سرجن نے انتہائی تاکید کی تھی کہ رات کو درس نہ دیا جائے، حضرت شیخ ؒ نے ڈاکٹر کا مشورہ قبول تو فرما لیا مگر وہ اس طرح کہ بجائے شب کے نماز عصر کے بعد سلسلۂ درس شروع فرما دیا۔

(حضرت شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات ص ۹۱)

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۹)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوراللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیرالمدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

و دعاؤکم ایمانکم :

دعاء عمل ہے اور آگے اس کی تفسیر کی ہے ایمانکم سے، تو دعاء جزء ہے ایمان کا، (اس لئے ایمان مرکب ہے) حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ یہاں دعاء برفع ایدی مرادنہیں بلکہ یہاں مراد ہے کہ جب وہ کشتی پر ہوتے ہیں تو دعاء کرتے ہیں یعنی کفار پکارتے ہیں جیسے "قل ادعوا اللّٰہ او ادعوا الرحمن" (بنی اسرائیل ع ۱۲) میں بھی پکار مراد ہے، (تو یہ دعاء ایمان نہیں بلکہ اس سے کفار کی پکار مراد ہے، اور کلام ہے ایمان اور مومنین کی دعاء کے بارے میں، اس لئے یہ آیت محلِ نزاع سے خارج ہے، اور اس کو ایمان کے مرکب اور بسیط ہونے سے کوئی تعلق نہیں[1] (خیرالباری مفہوماً ج۲ص۲۲)

حدیث:

حدثنا عبید اللّٰہ بن موسیٰ قال انا حنظلۃ بن ابی سفیان عن عکرمۃ بن خالد عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنی الاسلام علیٰ خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ واقام الصلوٰۃ وایتاء

---

[1] جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس ؓ کی تفسیر دعاؤکم ایمانکم کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے کفار کو خبر دی کہ ان کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں کیونکہ ان کو ایمان نہیں عطاء فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہوتی تو ان کو بھی ایمان عطاء فرما دیتا (ابن کثیر ج۳ص۳۳)۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے، جیسا کہ فقد کذبتم قرینہ دلالت کر رہا ہے اسی لئے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں دعاء معروف (برفعِ ایدی) مرادنہیں بلکہ کفار کی پکار مراد ہے، اسی لئے یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مستدل نہیں بنتا، (ورنہ دعاء کفار کو جزوِ ایمان قرار دینا لازم آئے گا جبکہ دعاء کفار جزو ایمان نہیں)۔

باقی حضرت ابن عباس ؓ کی تفسیر کے مطابق اگر دعاء سے مراد ایمان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ خدا جس چیز کی قدر اور لحاظ فرماتے ہیں وہ عرفی دعاء اور مصیبت کے وقت محض پکارنا نہیں بلکہ ایمان ہے، جس کی وجہ سے مومنین پر رحمتِ خاصہ متوجہ ہوتی ہے اگر ایمان نہیں تو وہ خاص رحمت وفضل کا معاملہ بھی نہیں۔ (انوارالباری باختصار ومفہوم، محمود احمد عفااللہ عنہ)۔

الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تقریر حدیث:

حدثنا عبید اللّٰہ بن موسٰی (شہادۃ) اگر شہادۃُ (مرفوع) ہو تو خبر مبتداء محذوف احدٰھا کی، اگر مجرور پڑھیں تو بدل خمس سے، اگر نصب پڑھیں تو مفعول اعنی فعل محذوف کا۔

بنی الاسلام علٰی خمس:

یہاں عدد مذکور ہے اور تمیز مذکور نہیں، وہ ہے علی خمس دعائم. خمسٍ کی تنوین عوض میں ہے دعائم کے اور دعائم "تھم اور ستون" کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں استعارے ہیں، ایک تشبیہ ہے ایک استعارہ ہے جس میں دونوں جزء ذکر ہوں وہ تشبیہ اور جس میں ایک ہو وہ استعارہ، دونوں جزء ہیں مشبہ اور مشبہ بہ۔

پھر تشبیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) صرف تشبیہ (۲) تشبیہ بلیغ۔ دونوں ذکر ہیں اور حرف تشبیہ بھی ذکر ہے جیسے زید کالاسد یہ تشبیہ ہے، اور ایک یہ کہ حرف تشبیہ کو حذف کردو، یہ تشبیہ بلیغ ہے، اور جہاں ایک ذکر ہو، مشبہ یا مشبہ بہ وہ استعارہ ہے۔

استعارہ چار قسم پر ہے (۱) مکنیہ (۲) تخییلیہ (۳) ترشیحیہ (۴) تصریحیہ۔

مشبہ بہ ذکر کرنا، مراد اس سے مشبہ لینا، یہ مکنیہ ہے اور استعارہ بالکنایہ۔

دوسرا تخییلیہ، لوازمات مشبہ بہ کو مشبہ بہ کے لئے ثابت کرنا۔

ترشیحیہ: یہ مناسباتِ مشبہ بہ کو مشبہ بہ کے لئے ثابت کرنا۔ لوازمات وہ ہیں جو ملزوم سے منفک نہ ہوں اور مناسبات وہ جو اتفاقاً آتے ہیں اور کبھی اس سے جدا بھی ہو جاتے ہیں۔

تصریحیہ: برعکس مکنیہ کے، ذکر مشبہ کا مراد مشبہ بہ، یہاں تین ہیں مکنیہ، تخییلیہ، ترشیحیہ، چنانچہ اسلام کو تشبیہ دی ہے اس مکان سے جو پانچ ستونوں پر قائم ہو، پانچ ستونوں والا مکان مشبہ بہ اور اسلام مشبہ، یہ استعارہ بالکنایہ ہے، اور اس کے ساتھ دعائم کو ذکر کیا وہ لازم ہوتے ہیں یہ استعارہ تخییلیہ ہے، اور خمس کا ذکر کرنا، یہ مناسبات سے ہے اتفاقاً پانچ رکھے ہیں (یہ ترشیحیہ ہے)۔

اس حدیث میں پانچ عنوان بیان کئے ہیں، وجہ ان پانچوں کی حسب ذیل ہے، عبادت دو قسم پر ہے: قولی وغیر قولی، قولی عبادت: پہلا کلمہ۔ اور غیر قولی پھر دو قسم پر ہے ترکی اور فعلی۔ ترکی: صوم ہے اور فعلی تین قسم پر ہے:

بدنی، مالی، مرکب دونوں سے، بدنی نماز اور مالی زکوٰۃ، اور دونوں سے مرکب حج۔

اب یہاں سوال اٹھا ہے کہ عقائد تو بہت سارے تھے، حضور ♏ نے صرف شہادۃ ورسالت کو بیان کیا، ایمان بالانبیاء السابق، ایمان بالملائکة اور تقدیر کا ذکر نہیں کیا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادۃ ذکر کی کہ **لا الـہ اللّٰہ** اور ایک شہادۃ **محـمـد رسول اللّٰہ** کی، اور محمد رسول اللہ کی شہادۃ متضمن ہے **جـمـیع ما جاء به النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم** کو، تو گویا اس میں سارے عقائد ذکر ہیں۔ یہ حدیث بخاری میں دو جگہ ہے ص۶ وص۶۴۸۔

مسئلہ مستنبطہ نمبر۱:

تارکِ صلوٰۃ، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ فاسق ہونا چاہئے کافر نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی ♋ کے نزدیک تارک صلوٰۃ کو حداً قتل کرنا جائز ہے، کافر نہیں فاسق ہے۔ امام مالک واحمد ▭ کے نزدیک حداً قتل کرنا جائز اور کفراً قتل کرنا بھی جائز ہے اور یہ ایک روایت ہے، امام صاحب ♋ کے نزدیک زجر اور وعید ہوتی ہے ترک صلوٰۃ پر اور صلوٰۃ پڑھنے پر چھوڑا🗀 جائے گا، اور حدیث آتی ہے "**مـن تـرک الـصـلـوٰۃ متعمدا فقد کفر**" تو یہ (۱) زجراً فرمایا دل میں مراد نہیں کفر، (۲) مستحلِ ترکِ صلوٰۃ ہو (یعنی ترکِ صلوٰۃ کو حلال سمجھتا ہو تو کافر ہوتا ہے) (۳) کفر بمعنیٰ کفران نعمت ہے، اور یہی معنیٰ ہے ہمارے نزدیک۔

دوسرا مسئلہ:

یہ پانچوں چیزیں فرض عین ہیں۔

تیسرا مسئلہ:

رمضان، اس میں اختلاف تھا (کہ اکیلا رمضان کہنا بغیر لفظ شہر کے جائز ہے یا نہیں) تو امام بخاری ♋ کے نزدیک جائز ہے، اکیلا رمضان کہنا۔

امام بخاری ♋ کا مقصد:

بنی الاسلام علی خمس : سے معلوم ہوا کہ اسلام قول وفعل سے مبنی ہے تو ایمان مرکب ہوا، کیونکہ ایمان واسلام امام بخاری ♋ کے نزدیک مترادف ہیں، اور قول وفعل کسی کے کم، کسی کے زیادہ، تو ایمان یزید وینقص ہوا، (از محمود احمد غفرلہ)

🗀 خلاصہ یہ کہ بے نمازی چاروں مذہبوں میں سخت سزا کا مستحق ہے، امام اعظم ابوحنیفہ ♋ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو خوب مارا جائے اور ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے جب تک توبہ نہ کرے رہا نہ کیا جائے، باقی تینوں ائمہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی قتل کیا جائے (نماز حنفی، ص۵ بحوالہ ردالمحتار ص۲۶)

کیا ہے اب خودکو تیرے حوالے

﴿حمد باری تعالیٰ﴾

مولانا پروفیسر میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

خداوند مجھے اپنا بنالے | مجھے اب راہِ حق پر تو چلالے
محبت اپنی اب دل میں بٹھادے | گدا اپنے ہی کوچے[1] کا بنالے
ترے در کا ہی منگتا اب رہوں میں | مجھے غیروں کے در سے تو ہٹادے
گنہ میں عمر ہے ساری گزاری | معاصی سے مجھے اب تو بچالے
ترا گھر دیکھنے کو دل ہے مچلے | نبی ﷺ کے در پہ بھی مجھ کو بلالے
مجھے پہلے تو اپنے گھر بلانا | تا عاصی آبِ زمزم سے نہالے
وہاں سے جانبِ طیبہ رواں ہو | نبی پاک ﷺ کو دل کی سنالے
گنہ گارم سیہ کارم و لیکن | کیا ہے خود کو اب تیرے حوالے
خطاؤں سے مری تو در گزر کر | مجھے دامن میں رحمت کے چھپالے
ترے محبوب ﷺ کی امت ہے مظلوم | اسے مکار ظالم سے چھڑالے
عطا کر ہم کو ربّا! ایسی شوکت[2] | جو مظلوموں کو ظالم سے بچالے
عطا کردے جو افضل مانگتا ہے | بحقِ شاہ طیبہ ﷺ ذونوالے[3]

---

[1] گلی [2] شان [3] عطاکرنے والا

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور عید الفطر

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی ♋

اعتکاف:

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ♏ کے لیے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی اور وہاں کوئی پردہ، چٹائی وغیرہ ڈال دی جاتی یا چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔

رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپ ♏ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔(معارف الحدیث)

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کے ہوگا (یعنی اتنا ثواب ملے گا)(معارف الحدیث)۔

مستحبات اعتکاف:

⌘ نیک اور اچھی باتیں کرنا
⌘ قرآن شریف کی تلاوت کرنا
⌘ درود شریف کا ورد رکھنا
⌘ علوم دینیہ کا پڑھنا اور پڑھانا
⌘ وعظ و نصیحت کرنا
⌘ نماز پنجگانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا (بہشتی زیور)

حضرت عائشہ صدیقہ □ سے مروی ہے: فرمایا کہ معتکف کے لیے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے باہر نکلے، نہ عورت سے مقاربت کرے، اپنی ضرورتوں کے لیے بھی مسجد سے باہر نہ جائے، سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت، پیشاب پاخانہ وغیرہ)۔(سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

اعتکاف مسنون:

حضور اقدس ♏ کا بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا، احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت

ہوجاتی ہے۔

اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال:

⌘ دس دن کا اعتکاف سنت ہے اس سے کم کا نفل ہے۔

⌘ عورت کے لیے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔

⌘ حالت اعتکاف میں قرآن کریم کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے (بہشتی زیور)۔

شب قدر:

حضرت عائشہ صدیقہ □ سے روایت ہے کہ رسول اللہ m نے ارشاد فرمایا کہ شبِ قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس طاق راتوں میں (صحیح بخاری، معارف الحدیث)۔

شب قدر کی دعا:

حضرت عائشہ صدیقہ □ سے روایت ہے کہ رسول اللہ m سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کونسی رات شبِ قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ m نے فرمایا یہ عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں، عفو کو پسند کرتے ہیں، لہٰذا مجھ سے درگزر کردیجیے (معارف الحدیث)۔

رمضان کی آخری رات:

حضرت ابوہریرہ ♦ سے روایت ہے کہ رسول اللہ m نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ m کی امت کے لیے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ m سے دریافت کیا گیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ m نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کردے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

صدقۂ فطر:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ♦ سے روایت ہے کہ رسول اللہ m نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کردیں کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلہ کا (ترمذی)

خوشی منانا:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے، پینے اور باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں (شرح معارف الآثار)۔

شوال کے چھ روزے:

حضرت ابوایوب انصاری ◆ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد ماہ شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

عیدین کے اعمالِ مسنونہ:

حضور اکرم ﷺ کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے، حضرت خالد بن سعد ◆ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عیدالفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے تھے، حضور ﷺ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے، یہ چادر یمن کی ہوتی تھی، جسے بردیمانی کہا جاتا، یہ وہ یہی چادر ہے۔ عید کے لیے زیب تن کرنا مستحب ہے مگر لباس مشروع ہو (مدارج النبوۃ)۔

حضور اکرم ﷺ کی عادتِ کریمہ تھی کہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے، ان کی تعداد طاق ہوتی تھی، یعنی تین، پانچ، سات وغیرہ (بخاری، طبرانی)۔

عیدالاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے عیدالفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے اور عیدالاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے، جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے، پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوۃ)

عیدگاہ:

حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید، عیدگاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے (مسلم، بخاری)۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لیے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے، اس لیے کہ حضور ﷺ باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ ﷺ کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز عیدگاہ کے لیے عیدگاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔

(ابوداؤد، مدارج النبوۃ)

عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق ♦ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیروں سے مزین کرو۔ (طبرانی)

حضور اقدس ﷺ عید گاہ تک پا پیادہ تشریف لے جاتے (سنن ابن ماجہ) اور اس پر عمل کرنا سنت ہے بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ، مسند شافعی 🙢)

حضور اکرم ﷺ جب عید گاہ پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے نہ اذان، نہ اقامت اور نہ الصلوۃ جامعۃ وغیرہ کی کچھ ندا ہوتی۔

تکبیراتِ عیدین میں حضور ﷺ کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قراءت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراءت کے بعد ہیں، حضور اکرم ﷺ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے۔

حضور اکرم ﷺ جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے تو اس راہ واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے (بخاری، ترمذی، مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمر ♦ اتباعِ سنت کی شدت کے باعث طلوعِ شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عید گاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ (ابوداؤد، زاد المعاد)

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ☒ جب عید گاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی (نفل وغیرہ) نہ پڑھتے اور بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے، اسی طرح حضور ﷺ عیدین میں دو رکعتیں ادا کرتے، پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قراءت شروع فرماتے، سورۃ الفاتحہ، پھر اس کے بعد سورۃ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ، ایک رکعت میں پڑھتے، دوسری رکعت میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے، بسا اوقات آپ ﷺ دو رکعتوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے (زاد المعاد) لیکن یہ سورتیں متعین نہیں، دوسری بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

تذکیر و موعظت:

نبی کریم ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہوجاتے، لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ﷺ ان کے سامنے وعظ فرماتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے، اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے، عید گاہ میں کوئی منبر نہ ہوتا (جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا بلکہ آپ ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر فرماتے (زاد المعاد) نیز مروی ہے کہ حضور ﷺ عرفہ کے دن نویں تاریخ فجر کی نماز سے لے کر ایام تشریق

کے آخری دن (تیرہویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (زاد المعاد)

نماز عید کی ترکیب:

نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے، پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم الخ پڑھنے کے بعد قراءت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ہاتھ چھوڑ دے دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اس طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر باندھ لے اور امام قراءت شروع کرے، باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قراءت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی بار جب امام اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے، اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے (بہشتی گوہر)

عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے صرف دو رکعت ہے (مسلم) عید گاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے۔ جس کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا، اس کے لیے جماعت شرط ہے، البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا واجب ہے (بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ:

بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں ہوتی ہے۔

خطبے میں تکبیر:

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے شروع کرے، اول خطبے میں نو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر)

عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں بآواز بلند کہنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صدقۂ فطر کا وجوب:

ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے کہ جب کہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالکِ نصاب ہو خواہ نقدی کی شکل یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مالِ تجارت ہو یا رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو، اپنی طرف سے اور اپنے ان نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کے زیر کفالت ہوں، نصف صاع یعنی پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریں۔

صدقہ فطر نماز سے عید پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

اعمال اخروی تھے، احوال بوذری ♦ تھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ظفر قاسم صاحب مہتمم جامعہ خالد بن ولید کے ارشاد کی تکمیل کے لئے

مولانا محمد اکرام القادری صاحب (خانیوال)

سید نیاز احمد ؒ اللہ کے ولی تھے — جد کبیر ان کے پیران پیر ہی تھے
ان کی سرشت میں تھے انداز خسروانہ — ہر شخص جانتا ہے کتنے بڑے سخی تھے
شہدائے بالاکوٹ کی نسبت پہ ناز ان کو — ہنگامہ و نما میں میدان کے دھنی تھے
ہر دم فلاح و خیر کی دعوت میں منہمک — حضرت ؒ ازل سے دشمنِ کج راہ روی تھے
چھوٹوں بڑوں سے اُن کو محبت تھی لازوال — اوراقِ محبت کا عنوان جلی تھے
عجز و نیاز و فقر کی دولت سے سرفراز — اس منبع خلوص پہ قربان سبھی تھے
خوف خدا نے ان کو بے خوف کر دیا تھا — وہ صاحبِ عزیمت، اور نامور جری تھے
اہل دول سے ان کو رغبت نہیں تھی کوئی — کیا شان تھی انوکھی وہ فقر میں غنی تھے
وہ مسکراتا چہرہ ہم ڈھونڈتے رہے ہیں — سب عاشقانِ حضرت ؒ پھرتے گلی گلی تھے
فیضان رائے پور سے معمور ان کا سینہ — اصحاب اصفیاء میں چشتی و قادری تھے
وہ باکمال ایسے، توصیف سے ہوں قاصر — اعمال اخروی تھے احوال بوذریؓ تھے
ان کی عنایتوں کا اکرام معترف ہوں — سوکھے شجر نہیں تھے وہ چھاؤ گھنی تھے

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

روزے اور عید کے چند احکام

مرسلہ: مفتی عبدالحکیم صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان)

مشقت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے:

اگر کوئی آدمی رمضان المبارک میں سفر کی حالت میں ہو تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھے اور جب سفر سے واپس آ جائے تو گھر میں روزہ رکھے لیکن اگر کوئی آدمی سفر کی حالت میں روزہ رکھ لے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ ٹی وی میں بتایا ہے کہ روزہ نہ رکھے، اگر رکھ لے تو وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی چھوٹ کے خلاف کیا ہے۔ برائے مہربانی جواب دلائل کے ساتھ نوازیں۔ سائل مولانا عبدالرحمٰن چوک وہاڑی ملتان۔

جواب: سفر کی حالت میں روزہ رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور اس پر اجماع امت ہے احکام القرآن میں ہے: **واتفقت الصحابة ومن بعدهم من التابعين وفقهاء الامصار على جواز صوم المسافر** (ج۱ص۲۱۴)

سفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ رکھنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے چنانچہ امام ابوبکر الجصاص ؒ فرماتے ہیں۔ **وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم بالخبر المستفيض الموجب للعلم بانه صام في السفر** (ج۱ص۲۱۴) اللہ پاک کے فرمان "**و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون**" اور متعدد احادیث سے حالتِ سفر میں روزہ کا استحباب معلوم ہوتا ہے" **و قد روى عثمان بن ابى العاص الثقفي وانس بن مالك ان الصوم في السفر افضل من الافطار**" (احکام القرآن ج۱ص۲۱۶)

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ٹی وی کا فتویٰ غلط اور ٹی وی زدہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحيح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

افطار کی دعاء پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟

روزہ افطار کرنے کی دعا پہلے پڑھی جائے یا افطار کرنے کے بعد، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: افطار کرتے وقت قبل از افطار دعاء افطار پڑھ کر روزہ کھولا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ ۱۴۱۵/۵/۲۹ھ

روزوں کا فدیہ رمضان سے پہلے دینا:

ایک شخص جو بوجہ ضعف اور عمر رسیدگی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، کیا وہ:

۱۔ رمضان آنے سے قبل فدیہ دے سکتا ہے؟

۲۔ یا وہ رمضان المبارک میں فدیہ دے؟

۳۔ یا رمضان المبارک گزرنے کے بعد فدیہ دے؟

اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر واقعۃً وہ اس حالت کو پہنچ گیا ہو کہ روزہ بجائے فدیہ دینا اس کے لئے جائز ہو تو رمضان آنے سے پہلے تو فدیہ نہیں دے سکتا کیونکہ ابھی اس کا وجوب ہی نہیں ہوا۔ اور قبل الوجوب ادا صحیح نہیں ہاں رمضان آنے کے بعد چاہے شروع میں دے دے چاہے آخر میں۔ **(قوله ولو فی اول شهر) أی یخیر بین دفعها فی اوله او آخره کما فی البحر۔** (شامیہ ج۲ص۱۳۰) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

شیخ فانی سردیوں میں روزہ رکھ سکے تو روزہ کی قضاء کرے فدیہ نہ دے:

والد صاحب بوجہ ضعف اور عمر رسیدگی رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھ سکتے۔ ادھر رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اگر قبل از رمضان المبارک سارے ماہِ صیام کے روزوں کا فدیہ والد صاحب کی طرف سے ادا کر دیا جائے تو کیا ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر ادا ہو جائے گا تو کس حساب سے پورے ماہِ رمضان کے روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے جبکہ وہ بعض اوقات جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور روزہ رکھ لیتے ہیں۔ لیکن اب کمزوری بہت زیادہ ہے اس مرتبہ شاید وہ کوئی روزہ بھی نہ رکھ سکیں۔ اس بارے میں مفصل جواب سے نوازیں؟

المستفتی سیف اللہ خالد قادری ۲۵۳/بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

جواب: اگر آئندہ چل کر سردیوں کے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھ سکنے کی توقع نہ ہو تو ہر روزے کے بدلے میں ایک صدقہ فطر کے برابر فدیہ دے دیں سارے مہینے کا فدیہ شروع رمضان میں اکٹھا بھی دے سکتے ہیں مگر رمضان شروع ہونے سے پہلے دینا مناسب نہیں۔

وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولو فی اول الشهر وبلا تعدد فقیر کالفطرة لوموسرا والافیستغفر اللّٰه اھ (درمختار)

وفی الشامی (قوله العاجز عن الصوم) أی عجزا مستمراً کما یأتی أما لو لم یقدر علیه لشدة الحر کان له ان یفطر ویقضیه فی الشتاء (ج۲ص۱۳۰) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۸/۱۴۰۷ھ

پاکستانی ایک روزہ رکھ کر سعودی عرب گیا تو وہاں دو روزے ہو چکے تھے اب یہ کتنے روزے پورے کرے:

ہم پاکستان سے ۴/ جولائی ۱۹۸۱ء کے رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھ کر سعودی عرب میں پہنچے جب کہ یہاں ۲/ جولائی کا پہلا روزہ تھا، لہٰذا لازمی طور پر پاکستان سے سعودی عرب میں عید الفطر کا چاند بھی پہلے ہی نظر آنا تھا۔ اس لئے ہم نے بھی ان کے ساتھ عید منائی جب کہ پاکستان میں ابھی رمضان کے ایام باقی تھے۔ اب ہمارے روزے جو پاکستان کے لحاظ سے باقی رہے ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ اگر ہم پاکستان میں ہوتے تو ان کے ساتھ عید کرتے۔ اور یہاں آ کر ابھی تک ہمارے ۲۹ تا ۳۰ روزے پورے نہ ہوئے تھے اور ہم نے ان کے ساتھ عید بھی کر لی جب کہ ان کے تیس روزے ہو چکے تھے۔ (فضل الرحمٰن فیصل آبادی)

جواب: ایسے پاکستانی لوگ جن کے ۲۹ روزے بھی پورے نہیں ہوئے ان پر لازم ہے کہ وہ ایک یا دو روزے قضاء رکھ کر ۲۹ روزے پورے کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/ محرم الحرم ۱۴۰۲ھ

شوال کے چھ روزے علیحدہ علیحدہ رکھنے مستحب ہیں:

عید کے بعد کے چھ روزے عید کے بعد فوراً لگاتار رکھے جائیں یا کچھ وقفہ سے بھی رکھ سکتے ہیں؟

جواب: دونوں طرح درست ہے بہتر یہ ہے کہ متفرق رکھے جائیں: وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکرہ التتابع اھ (شامی ج ۲ ص ۱۷۱) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ — احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴/۴/۱۳۹۹ھ — مفتی جامعہ خیر المدارس

صلوٰۃ التسبیح

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس ؓ سے فرمایا کہ اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں تمہیں ایک عطیہ کروں؟ پھر آپ نے صلوٰۃ التسبیح کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ لو۔ حدیث شریف میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنے پر تمام اگلے پچھلے، پرانے نئے، بھول چوک سے اور دانستہ ہونے والے، صغیرہ بھی، کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی اور علانیہ تمام گناہوں کی مغفرت کا وعدہ ہے (ابوداؤد شریف) نفل نمازوں میں صلوٰۃ التسبیح بہت عظیم الشان نماز ہے جس کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے۔

حضرت ابوعثمان زاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ غموں اور مصیبتوں کے وقت میں نے صلوٰۃ التسبیح سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں دیکھا۔ یعنی اس کے پڑھنے سے رنج وغم اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں (معارف السنن)

طریقہ صلوٰۃ التسبیح:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" اس میں تین سو بار پڑھا جاتا ہے سہولت کے لئے یہ طریقہ نقشہ کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔

پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم کے بعد اعوذ باللّٰہ سے پہلے	۱۵ مرتبہ مذکورہ تسبیح پڑھیں
سورہ فاتحہ اور سورت ملانے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے	۱۰ مرتبہ پڑھیں
رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں
رکوع سے اٹھنے پر سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں
پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں
پہلے سجدہ سے اٹھ کر جلسہ کی حالت میں	۱۰ مرتبہ پڑھیں
دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ پڑھیں

دوسرے سجدہ کے بعد اللّٰہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس ترتیب سے باقی رکعات ادا کریں اس طرح ایک رکعت میں ۷۵ مرتبہ اور چار رکعات میں ۳۰۰ مرتبہ مذکورہ تسبیح پڑھیں۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور اعوذ باللّٰہ نہیں ہے اس لئے ان رکعتوں میں کھڑے ہوتے ہی پندرہ مرتبہ تسبیحات پڑھیں اس کے بعد بسم اللّٰہ پڑھ کر باقی رکعت حسب سابق پوری کر لیں۔ البتہ تیسری رکعت کے شروع میں ثناء اور اعوذ باللّٰہ پڑھنا افضل ہے۔ لہٰذا انہیں پڑھ کر پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھیں اور پھر باقی رکعت پوری کریں۔

شبِ عیداور یومِ عید

محترم الحاج محمد منصورالزماں صدیقی ؒ

نمازعیدالفطر اصل میں اللہ تعالیٰ کے حضور رمضان المبارک کا شکرانہ ادا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی صورت میں جو رحمت ونعمت عطا فرمائی ہے بندے دو رکعت پڑھ اس کا شکرادا کرتے ہیں۔

شب عید الفطر کی بڑی فضیلت ہے ، یہ عبادت ودعاء کی رات ہے ، اس شب میں خصوصی انعامات وانوارات کا نزول ہوتا ہے، رمضان المبارک کے ختم پر یہ رات خصوصی دعاؤں کے لیے مخصوص ہونی چاہیے۔

افسوس یہ ہے کہ اس رات کو لہو ولعب اور فضول خرید وفروخت اور عید کی تیاری میں ضائع کر دیا جاتا ہے، بازار اور خرید وفروخت کے مرکز سجے بنے اور خریداروں سے بھرے ہوتے ہیں، جبکہ مساجد خالی ہوتی ہیں، لاکھوں بندگانِ خدا مجموعی طور پر تفریحات کی تیاری میں مبتلا نظر آتے ہیں، جبکہ کوئی خاص الخاص اللہ کا بندہ اپنے رب کے حضور مناجات وحمد وثناء کرتا ہوگا اپنے رب کا شکر اس طرح ادا کرتا ہوگا جو کہ سنت ہے۔

اصل میں عید کا مقصد یعنی موجودہ مقصد غلط سمجھا گیا ہے اگر یہ درست ہو جائے تو پھر اس کی تیاری بھی اس کے معیار ومذاق کے مطابق ہوسکتی ہے۔

عید خوشی ومسرت کا دن ہے یہ اظہارِ مسرت رمضان المبارک کے روزوں اور لیلۃ القدر کی عطا وکرم کے حصول کی خوشی میں ہوتا ہے، یہ شب اور عید کا دن اسی معیار ومذاق کا حامل ہے کہ جو رمضان المبارک میں رہا ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر موقع پر، ہر آن ، ہر سانس اللہ رب العزت کی طرف رجوع رہے، مقام رنج وملال ہو یا مسرت وخوشی کا موقع ہو، بہر صورت اسے اللہ کریم کی جانب سے عطا سمجھا جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے ،اگر تکلف ومصائب ہیں تو صبر وصلوٰۃ کے ساتھ وقت گزارنا چاہیے۔

عید کے دن بھی اعتدال وتوازن ضروری ہے، اسے محض لہو ولعب اور فضولیات میں ختم نہ کر دینا چاہیے، یہ خصوصی انعامات کی رات اور مسرت وشادمانی کا دن ہے ، یہ دن اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کے شکرانے کا دن ہے، اس شکر کے ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہونا چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور نبی

کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق ہو۔

عید الفطر کی شب اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعائیں کرنی چاہئیں، یہ عطاوکرم اور قبولیت دعا کی رات ہے۔عید کے دن غسل کرنا، صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے، نماز عید سے قبل کھجور یا چھوہارہ کھا کر سنت کا ثواب حاصل کرنا چاہیے، سویاں، شیر قورمہ یا دیگر اشیاء کو سنت سمجھنا درست نہیں ہے، بلکہ یہ محض رسم ہے اس کا کوئی جواز نہیں، اسے ضروری خیال کرنا غلط ہے۔

نماز کے لیے جاتے وقت آہستہ سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے جانا چاہیے اور یہ کلمات پڑھے سُبْحَانَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (عیدالاضحیٰ کے موقع پر یہی کلمات آواز کے ساتھ پڑھے)

جس راستے سے نماز عید کے لیے جائے اس راستہ سے واپس نہ آئے بلکہ دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور واپسی میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنی چاہیے۔

نماز عید کے بعد گھر سے واپسی سے قبل قریبی قبرستان جا کر اپنے عزیز واقارب اور جمیع المسلمین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کرنی چاہیے۔

قبرستان جانا اسی اعتدال وتوازن کا ایک نمونہ ہے کہ آج خوشی اور مسرت میں اعتدال سے باہر نہ ہو جانا، اپنی موت کو فراموش نہ کرنا، ایک دن یہ بھی آنے والا ہے، اسے یاد رکھنا ضروری ہے۔

اس دن بیماروں کی عیادت کرنا، مریضوں کی راحت کا سبب بنتا ہے، اپنے مرحوم عزیزوں کے اہل خاندان سے ملنا ان کے سکون کا ذریعہ ہوتا ہے۔

عید شکرانے اور تسلیمِ احسان کا دن ہے اسے تفریح ولہوولعب میں ختم کر دینا ظلم ہے۔

عید الفطر رمضان المبارک اور لیلۃ القدر کا شکرانہ ہے، عید الضحیٰ حج کا شکرانہ ہے، اس دن بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو سنت سے ثابت ہے۔

شبِ عید الاضحیٰ یعنی حج اور عید کی درمیانی شب بھی عبادت وقبولیت کی رات ہے، اس شب حجاج کرام سنت کے مطابق مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں، دوسرے لوگوں کو اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کا شکر نوافل اور تلاوۃ کے ذریعہ کرتے رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(بشکریہ صدیقی ٹرسٹ کراچی)

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

تبلیغی جماعت پندرہ دن سے زائد سفر میں ہو تو اس کا حکم

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ا۔تبلیغی جماعت جو پندرہ دن سے زیادہ سفر میں جاتے ہیں اس میں یہ مقیم ہوں گے یا مسافر؟ ۲۔جماعت والے اپنی نیت کے اندر اصیل ہیں یا امیر کے تابع ہیں؟ ۳۔جماعت لشکر کے حکم میں ہے یا نہیں؟ ۴۔کیا یہ بات درست ہے کہ تین قسم کے لوگ اپنی نیت میں اصل کے تابع ہوتے ہیں (۱)عورت خاوند کے (۲)غلام اپنے آقا کے۔(۳)مامور اپنے امیر کے۔

مستفتی: محمد منیر (ہنگو)

الجواب

اگر کوئی تبلیغی جماعت ایک شہر کی حدود میں پندرہ روز یا اس سے بھی زیادہ قیام کا ارادہ رکھتی ہے اور اسی شہر کی مختلف کالونیوں اور مساجد میں کام کرتی ہے باہر دیہات وغیرہ میں جانے کا پروگرام نہیں ہے تو اس صورت میں جماعت کے ساتھی پوری نماز ادا کریں۔اور اگر دیہاتوں میں بھی کام کرنا ہے تو اس صورت میں قصر نماز ادا کریں گے۔کیونکہ اقامت کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ قیام کی جگہ ایک ہو۔

مراقی میں ہے: **لاتصح نية الاقامة ببلدتين لم يعين المبيت باحداهما و كل واحدة اصل بنفسها الخ۔ (طحطاوی ص ۲۳۲)** تبلیغی جماعت کے ساتھی نیتِ اقامت میں اپنے امیر کے تابع نہیں جس کی مختلف وجوہ ہیں :(۱) حضرات فقہاء کی تصریح کے مطابق ہر لشکری امیر لشکر کے نیت اقامت وسفر میں تابع نہیں۔صرف وہ فوجی مراد ہیں جو بیت المال سے تنخواہ لیتے ہیں "**و الجندی انما يكون تبعا للامير اذا كان يرزق من الامير كذا فى التبيين اما اذا كانت ارزاقهم من اموال انفسهم فالعبرة لنيتهم كذا فى الظهيرية" (هنديه)**

(۲) نعم فى الذخيرة ان المتطوع بالجهاد لايكون تبعا للوالى وهو ظاهر۔ (شاميه)

۳۔جماعت کا امیر، امیر قافلہ ہے اس کی حیثیت اس سے بڑھ کر نہیں، اور حضرات فقہاء کی تصریح کے مطابق قافلہ والے امیر قافلہ کے تابع نہیں۔"**ظاهره ان الحجاج تبع للامير وليس كذلک ولاينبغى ادخاله فى هٰذا المبحث بل علته انهم لما علموا ان القافلة لاتخرج الا بعد خمسة عشر يوما نزل ذلک منزلة نيتهم الاقامة نصف شهر كما علل به فى التجنيس" (البحر الرائق)**

۴۔جماعتی ساتھیوں کا امیر سے اختلاف حکم عدولی، وقت پورا کئے بغیر چلے جانا جیسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں ان کی موجودگی میں اسے لشکری اور امیر کا حکم دینا کیسے ممکن ہے؟ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۲۷/۵/۱۱ھ

۲۶

اشتہار فیصل آباد

دنیا کی حقیقت

بنتِ مولانا محمد انور صاحب میلسوی (اوکاڑہ)

مولانا رومی ؒ فرماتے ہیں کہ دنیا اللہ سے غفلت کا نام ہے، مال واولاد سونا چاندی کا نام نہیں ہاں اگر یہی چیزیں اللہ سے غافل کررہی ہیں تو پھر یہ دنیا ہے۔ آخرت میں ان کا کوئی بدلہ نہ ہوگا جناب سید المرسلین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''نعمة الدنیا مطیئة الآخرة '' یعنی وہ دنیا جس سے آخرت حاصل ہورہی ہے وہ بہتر ہے یعنی انسان ہر کام بال بچے اللہ کے حکم کے مطابق پال رہا ہے تو اس کو آخرت میں اجر ملے گا۔ اسی طرح تجارت، زراعت، ملازمت ہر چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق کررہا ہے تو یہ دنیا میں شمار نہیں۔

اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ''جان لو بے شک دنیا کی زندگی کھیل کود، ایک ظاہری زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد ایک دوسرے سے زیادہ بتلانا ہے۔ جیسے بارشکہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہوجاتی ہے سو اس کو تو زرد دیکھتا ہے پھر چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں عذابِ شدید ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا مندی ہے اور دنیاوی زندگانی محض دھوکے کا اسباب ہے''۔ دنیا انسان کو طبعاً مرغوب ہے مگر اس مرغوب کو جو اللہ کے ڈر سے چھوڑے گا اسے اللہ تعالیٰ جنت نصیب فرمائیں گے۔

ایک خواب: ایک آدمی نے ایک رات خواب دیکھا کہ گویا میں بڑے وسیع میدان میں ہوں اچانک ایک خطرناک شیر اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے بھاگتے بھاگتے کوئی پناہ نہ مل رہی تھی دیکھا کہ ایک بہت بڑا کنواں ہے اور اس پر ایک درخت ہے جس کی شاخیں کنویں میں لٹک رہی تھیں یہ شاخوں کو پکڑ کر کنویں میں لٹک گیا یہ شیر بھی کنویں کے اوپر آکر کھڑا ہوگیا پھر جب اس آدمی نے نیچے کنویں میں دیکھا تو وہاں ایک بہت بڑا اژدہا منہ کھولے ہوئے ہے یہ اور بھی گھبرایا کہ اوپر شیر ہے نیچے اژدہا ہے پھر یکا یک دیکھا کہ وہ شاخیں جن کو پکڑ کر یہ لٹکا ہوا تھا اس کو بھی دو جانور موٹے موٹے چوہے کی طرح کاٹ رہے ہیں اب تو سوائے ہلاکت کے کچھ بھی نہ تھا، موت سامنے ہے۔ ؏ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ یہ خوفناک خواب صبح ایک بزرگ کو سنایا بزرگ نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ وہ شیر موت کا فرشتہ ہے جو ہر وقت انسان کے اوپر مسلط ہے یعنی اس سے کوئی نہیں بھاگ سکتا اور کنواں قبر ہے ہر انسان اس میں جائے گا اور وہ سیاہ وسفید جانور جو درخت کو کاٹ رہے ہیں وہ زندگی کے دن ورات ہیں جو انسان کی زندگی کو ختم کر رہے ہیں۔ پھر بزرگ نے کہا کہ یہ خواب ایک حقیقت ہے جس سے ہر انسان کا سابقہ پڑے گا۔

اللہ رب العالمین ہمارے دلوں میں دنیا سے نفرت اور آخرت کی محبت نصیب فرمائیں۔ (آمین)۔

سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جانے کا الزام کس پر ہے؟

تقریر: حافظ محمد مسعود ازہر (متعلم جامعہ خیر المدارس ملتان)

اس بات کا تو ہم سب کو علم ہے کہ مدارسِ دینیہ ہی اس دور میں مسلمانوں کی دینی پاسبانی، ملی وفکری تعلیم و تربیت کے اہم مراکز ہیں، انہی مدارس کے صدقے معاشرے میں اسلامی تعلیمات کی رمق باقی ہے۔ اگرچہ ہر دور میں مسلمان حکمرانوں نے دین وشریعت کے تقاضوں اور اسلام کے نظامِ حیات سے مکمل کنارہ کشی اختیار کی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بڑوں اور بچوں کو اسلامی تعلیمات سے محروم رکھ کر بے دینی کا کھلا ثبوت دیا۔ مجھے آج صرف علماء کرام پر ہونے والے صرف ایک اعتراض کا جائزہ لینا ہے کیونکہ وقت بھی کم ہے اور چھوٹے موٹے اعتراضات تو یقیناً آپ کو حفظ ہوں گے کہ مولوی کی کوئی حالت بھی معاشرے کو قبول نہیں۔

یہ باتیں کہتے، سنتے ہم تھک چکے ہیں۔ فریقین میں سے کوئی بھی راہِ راست پر آنے کو تیار نہیں۔ جہاں روشن خیال اور مغرب زدہ اپنی انا پر قائم ہے وہاں مولوی بھی مشرقی تہذیب وثقافت چھوڑنے کو تیار نہیں۔

بہرحال مجھے جس اعتراض کا جائزہ لینا ہے وہ یہ ہے کہ دیگر الزامات کے ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا سے پیچھے رہ جانے کا گلہ بھی علماء سے کیا جاتا ہے کہ علماء نے جدید علوم وفنون کو نہیں اپنایا، بس **قال اللہ** اور **قال الرسول** میں لگے رہے جس کی وجہ سے آج ہم دنیا میں اپنے جائز مقام سے محروم ہیں۔ میں ہر اس شخص کو دعوت دیتا ہوں جس کے دل میں انصاف کی ایک رتی موجود ہے ضمیر نام کی کوئی چیز وہ اپنے پاس رکھتا ہے وہ اس پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کرے اور سنجیدگی سے اس بات کا میرے ساتھ جائزہ لے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں امت کی محرومی کا ذمہ دار کون ہے؟

میں تاریخ کے حوالے سے بات کروں گا۔ جب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز حکمرانوں نے ہمارا پورا نظام لپیٹ کر رکھ دیا تھا دینی مدارس ختم کر دیئے تھے، نظامِ تعلیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا اور ہر چیز الٹ کر رکھ دی تھی تب دو طبقے سامنے آئے تھے اور انہوں نے ملت کو سہارا دیا تھا۔ دونوں نے الگ الگ شعبوں کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ علمائے کرام نے قرآن وسنت کی تعلیم کو باقی رکھنے کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی اور اسلامی ثقافت اور تہذیب کے تحفظ کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے عوام سے تعاون کے لئے رجوع کیا، چندے مانگے، گھر گھر دستک دے کر روٹیاں مانگیں، زکوٰۃ وصدقہ کے لئے دستِ سوال دراز کیا اور سرکاری تعاون سے بے نیاز ہو کر عوامی تعاون کے ساتھ قرآن وسنت کی تعلیم کو باقی رکھنے اور اسلامی تہذیب وثقافت

کے آثار کو بچانے کے لئے کردار ادا کیا۔ انہوں نے ایک ایک دروازے پر دستک دی، اپنی عزت نفس کی پروا نہیں کی، طعنے سنے، بے عزتی برداشت کی، لیکن قرآن وسنت کی تعلیم کو باقی رکھا ہے جس کی گواہی آج دشمن بھی دے رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور طبقہ سامنے آیا جس نے قوم کو جدید علوم سے بہرہ ور کرنے کی ذمہ داری قبول کی، سائنس اور ٹیکنالوجی پڑھانے کا وعدہ کیا، انگریزی اور جدید زبانوں کی تعلیم اپنے ذمے لی۔ انہیں اس کام کے لئے ریاستی مشینری کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور انہوں نے قومی خزانے کے کھربوں روپے خرچ کر ڈالے۔ انہیں سرکاری وسائل میسر تھے، ریاستی پشت پناہی حاصل تھی لیکن وہ قوم کو سائنس اور ٹیکنالوجی میں دوسری قوموں کے برابر نہ لا سکے اور آج اپنی ناکامی کی ذمہ داری مولوی کے سر تھونپ کر اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان بنے 70 سال ہونے کو ہیں نہ تو ہم ملک کو ترقی یافتہ ممالک میں لا سکے اور نہ ہی ایک پرامن اور خوشحال اسلامی ریاست بنا سکے اور قائد کے اس فرمان کو سراسر بھول گئے جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ میں " اسلامی تعلیمات کے مطابق نظامِ معیشت" دیکھنے کا متمنی ہوں۔ آج ہمارا معاشی نظام مغرب کی تقلید پر چل رہا ہے۔ ہم کروڑوں مسلمانوں کو حلال رزق سے محروم کئے ہوئے ہیں۔ ملک میں کرپشن ہے، افراتفری ہے، ہم ہر چھوٹے بڑے کام میں مغرب کے محتاج ہیں۔

میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ جائزہ لیں اور انصاف کریں کہ نااہل کون ثابت ہوا ہے؟ اپنی ذمہ داری کس نے پوری نہیں کی؟

☆ کیا آج ملک کے کسی گوشے میں دینی تعلیم کا انتظام نہیں ہے؟
☆ کیا لوگوں کو قرآن وسنت کی راہ نمائی میسر نہیں ہے؟
☆ مساجد میں نماز اور امامت کے لئے ائمہ کرام کم پڑ گئے ہیں؟
☆ قرآن کریم کی تعلیم کے لئے قاری اور جمعہ پڑھانے کے لئے خطیب موجود نہیں ہیں؟
☆ مسئلہ بتانے والے مفتیانِ کرام کی کمی ہو گئی ہے؟
☆ جب بھی تاریخ نے خون مانگا، مجاہدین کی صورت میں علماء صف اول میں نظر نہیں آئے؟
☆ ملک کا کون سا گوشہ ہے جہاں علماء کی کمی نظر آتی ہے؟
☆ یہ اخلاص اور للّٰہیت کا درس کون دے رہا ہے؟
☆ زہد وتقویٰ کی دولت کہاں سے مل رہی ہے؟
☆ جدید مسائل کی گتھیاں سلجھانے والے مفتیان کون پیدا کر رہا ہے؟
☆ تاریک سینوں میں روشنی کے چراغ کون جلا رہا ہے؟

☆ مساجد میں پانچ وقت کی آواز گونجنا بند ہوگئی ہے؟
☆ یہ کروڑوں بچے حافظِ قرآن کس نے بنائے ہیں؟
☆ موسم سرما کی ٹھٹھرتی راتوں میں اللہ اکبر کی صدا کون بلند کررہا ہے؟
☆ لو چلتی لہروں سے بے نیاز ہوکر خدا کا گھر آباد کون کررہا ہے؟
☆ اگر یہ سب کچھ ہورہا ہے تو دینی مدارس پر اعتراض کس بات کا۔۔۔سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جانے کا سوال اُن سے کیجئے جنہوں نے سرکاری خزانوں کے کھربوں روپے خرچ کرڈالے اور ملک کو ترقی یافتہ ممالک میں کھڑا نہ کرسکے اور بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ مدارس کو قومی دھارے میں لایا جائے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کون سا قومی دھارا؟
☆ جس میں طلباء کے سیاسی ونگ ہوں؟
☆ اساتذہ کو زدوکوب کیا جاتا ہو؟
☆ غریب تعلیم کا سوچ بھی نہ سکے؟ بیٹی کی عزت ہر وقت خطرے میں ہو؟ پی ایچ ڈی کرنے کے باوجود کلمہ طیبہ غلط پڑھا جائے، وزیر بننے کے باوجود سورۃ اخلاص تک نہ آئے۔ تنخواہوں میں اضافہ کے لئے اساتذہ سڑکوں پر ہوں۔ پنشن کے حصول کے لئے بزرگوں کو قطاروں میں کھڑا ہونا پڑے۔

اور اگر برا نہ لگے تو میں یہ بھی کہہ دوں کہ چند دن قبل ہمارے وزیر اعظم صاحب نے پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا ارادہ ظاہر فرما کر اپنے بڑوں کو مزید خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ الفاظ میرے لئے کسی بڑے صدمہ سے کم نہ تھے کہ اگر سیکولر ہی بنانا ہے تو پھر:

☆ قیامِ پاکستان کے لئے یہ نعرہ کیوں لگتا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ **لا الٰہ الا اللّٰہ**۔
☆ کیا ہم اپنی بنیادوں سے ہٹنا چاہتے ہیں؟ ہم نے اپنے قائد کے نظریئے کی مخالفت کا سوچ لیا ہے؟
☆ کیا علامہ اقبال ؒ کی فکر ہمیں پرانی محسوس ہورہی ہے؟
☆ دستور میں پاکستان کے ساتھ ''اسلامی'' کا لفظ صرف لکھنے کی حد تک ہے؟
☆ اگر سیکولر ہی بنانا تھا تو لاکھوں مسلمانوں کا خون کیوں بہایا گیا؟
☆ اگر سیکولر ہی بنانا تھا تو آسمان نے تاریخ انسانیت کی سب سے بڑی ہجرت کا منظر کیوں دیکھا؟
☆ اگر سیکولر ہی بنانا تھا تو علماء کی لاشوں کو درختوں کے ساتھ کیوں لٹکایا گیا؟

یاد رکھئے! یہ سب منہ کی باتیں نہیں، تاریخی حقائق ہیں، انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو صحیح سوچنے صحیح بولنے اور سازشوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین والسلام۔

خطیب العصر حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ ؒ کی حیات و خدمات

مولانا غازی عبدالرحمٰن قاسمی صاحب (گورنمنٹ کالج ملتان)

جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے تب سے آمد و رفت کے سلسلے جاری ہیں۔ جو ذی روح بھی اس فانی دنیا میں آیا ایک دن وہ رخصت ہو گیا اور دو چار دنوں کے بعد اس کا تذکرہ ختم ہو گیا، مگر کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی خدمات اور قربانیوں کی بدولت عوام و خواص کے حلقوں میں مدتوں زندہ رہتی ہیں اور اگر ان کی تصنیفات یا خطابات محفوظ ہوں تو پھر یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک نمایاں ترین ہستی خطیب العصر مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ ؒ کی تھی۔

آپ ؒ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے، سید غلام سرور بن سید غلام حیدر کے اکلوتے فرزند تھے جو حضرت سید حبیب سلطان ؒ کی اولاد میں سے ہیں جن کا مرقد ضلع لورالائی (کوہِ سلیمان) میں ہے۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور فارسی نظم اور صرف کے ابتدائی مراحل مولانا عبدالحق صاحب ؒ فاضل دیوبند کے ہاں طے کئے جو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا بدر عالم ؒ کے فیض یافتہ تلمیذ تھے۔ اس کے علاوہ مختلف دینی مدارس ڈیرہ اسماعیل خان، لاہور، کراچی میں تعلیمی عرصہ گزارا اور دورہ حدیث قاضی شمس الدینؒ سے گوجرانوالہ میں پڑھا، تکمیل و تخصیص کے آخری دو سال حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ کے ہاں جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن میں گزارے۔ ۱۹۶۰ء میں فراغت کے بعد کچھ عرصہ کراچی میں گزارا، ۱۹۶۴ء میں عملی زندگی میں قدم رکھا اور حضرت مولانا مفتی محمود ؒ کے فکر سے وابستہ ہوئے اور ان کی رفاقت میں قدم آگے بڑھائے۔

امت مسلمہ کی ایک امتیازی خصوصی دعوت دین کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ ہر دور میں اہل علم نے اس فریضہ کو سرانجام دیا اور رائج الوقت مختلف اسالیب و طرق سے اس عظیم کام کے سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ حضرت شاہ صاحب ؒ نے بھی دعوت و تبلیغ کے میدان میں قدم رکھا، وطن عزیز پاکستان کے طول و عرض میں دعوت حق لے کر گئے اور بعد ازاں بیرون ممالک کے متعدد اسفار کئے اور وہاں بھی اس مقدس فریضہ کو ادا کیا۔ آپ کی خطابت کے تقریباً ۵۵ سال بنتے ہیں اس عرصہ میں آپ نے مختلف عنوانات اور موضوعات پر محققانہ و عالمانہ گفتگو کی تاہم جن موضوعات پر آپ نے سب سے زیادہ گفتگو کی وہ توحید و رسالت، مسئلہ ختم نبوت، عظمتِ اصحاب ؓ و اہل بیتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلاح معاشرہ وغیرہ ہیں۔

آپ ؒ سے پہلے بھی بہت سے خطیب گزرے ہیں جن میں نمایاں ترین شخصیات شامل ہیں بالخصوص امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کی خطابت کے حوالے تو آج تک مذہبی لوگوں کے علاوہ خالصتاً سیاسی معاملات پر لکھنے اور بولنے والے صحافی بھی دیتے ہیں۔ آپ ؒ کے ہم عصر خطباء میں بھی قابل ذکر شخصیات گزری ہیں جن میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا سلیمان طارق، مولانا عبدالحئ عابد، مولانا قاری محمد حنیف ملتانی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، سید شبیر حسین حافظ آبادی • سمیت اور بھی کافی شخصیات ہیں جن کا اختصار کے پیش نظر ذکر حذف کیا جاتا ہے۔ مگر جو انداز اور طریق کار آپ کی خطابت کا تھا وہ بے مثال تھا یہی وجہ ہے کہ مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی اور مولانا سلیمان طارق • کی نقل کرنے والے جن کو مہذب اصطلاح میں ''ثانی قاسمی، ثانی طارق، ثانی یزدانی'' کہا جاتا ہے۔ بہت سارے لوگ مل جائیں گے مگر شاہ صاحب ؒ کی بعینہٖ نقل اور کاپی کرنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں، اگر کسی نے آپ کی طرز پر قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کی بھی ہے تو وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوا۔ آپ کا دورانِ خطابت جو اسلوب ہوتا تھا مختصراً اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ نہایت خوبصورت آواز میں عربی خطبہ پڑھتے اور موضوع کی مناسبت سے آیات تلاوت فرماتے اور اس قدر خوبصورت اور شیریں آواز میں پڑھتے تھے کہ طبیعت اک عجیب سا انبساط اور سرور محسوس کرتی اور گفتگو سے قبل ہی مجمع کی نبضیں آپ ؒ کی گرفت میں ہوتی تھیں۔ آپ کی کوئی بھی تقریر سن لی جائے تو اِس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو محسوسات کے قبیل سے ہیں جن کو الفاظ کی قید میں بند کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ تحریر اس کا خاکہ تو ضرور واضح کر دے گی مگر پوری کیفیت آشکارا نہیں کر سکے گی۔ جیسا کہ کسی خوبصورت چہرہ کی جامع و مانع تعریف نہیں کی جا سکتی، کسی پھل کے ذائقے کی مٹھاس یا ترشی کو پوری طرح بیان نہیں کیا جا سکتا، کسی خوشبودار پھول کی بھینی بھینی خوشبو اور لپٹوں کو الفاظ کا سہارا لے کر بالکلیہ سمجھایا نہیں جا سکتا بلکہ اس کا مشاہدہ چکھ کر یا سونگھ کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح آواز کی خوبصورتی اور ترنم لفظوں میں نہیں سما سکتی ہاں اس کیف و سرور کو سن کر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ عقیدت پر مبنی رائے نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے جس کو شک و شبہ ہو وہ آپؒ کے بیانات سن کر تائید کر دے گا۔

۲۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپ ؒ تاریخ اور مقام (شہر، ضلع اور صوبہ) بتلاتے تا کہ ریکارڈنگ میں آ جائے اور جب کسی دوسرے علاقہ تک وہ بیان پہنچے تو سامع کو معلوم ہو جائے کہ کب اور کس جگہ خطاب ہوا تھا بسا اوقات سٹیج پر جلوہ افروز خواص کے نام بھی لیتے تھے، مثلاً متعدد بیانات میں حضرت خواجہ خان محمد صاحب، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری ؒ ودیگر اکابر کے نام ریکارڈ شدہ تقاریر میں ملتے ہیں۔

۳۔ دورانِ گفتگو کہیں جلال کا انداز اختیار کرتے مگر اس میں کمال کا یہ پہلو غالب تھا کہ الفاظ کی صحت و ادائیگی اور اتار چڑھاؤ کا بھرپور خیال رکھتے تھے اور اس وقت سامع اپنی رگوں میں خون دوڑتا محسوس کرتا تو کہیں جمال کا حسن

دکھاتے اور ترنم سے کلمات اور جملے ادا کرتے جس سے سامع کی دلچسپی مزید بڑھتی اور موقع محل کی مناسبت سے اشعار کو بھی بڑی مخصوص ترنم اور آواز میں پڑھتے کہ طبیعتیں وجد محسوس کرتیں۔

۴۔ قابل اصلاح و جماعت کا صریح تذکرہ کئے بغیر الفاظ کنایہ کا سہارا لیتے ہوئے ''نقد'' کرتے تھے۔ مثلاً بدعات ورسومات میں مبتلا کرنے والے کے لئے ''عجم کا بیمار'' کہتے اور جن باتوں کی تردید آپ ضروری سمجھتے تھے ان کا برملا اظہار فرماتے تھے مگر اس میں بھی حکمت و دانائی کا عنصر کارفرما ہوتا تھا تا کہ بات سنورنے کی بجائے بگڑ نہ جائے۔ ایک دفعہ پنجاب کے ایک مشہور خطیب جو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ایک زمانہ تھا ان کا طوطی بولتا تھا جب بعض معاملات کی وجہ سے جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے وہ ایک بڑی جماعت کی رکنیت سے دور ہوئے تو آپ ؒ نے دورانِ تقریر ایک شعر پڑھ کر اس کی طرف اشارہ کیا

چمن میں رہنے والوں سے ہم صحرا نشین اچھے　　بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

جو اس واقعہ سے باخبر تھے وہ فوراً شعر کے پس منظر کو سمجھ گئے۔

۵۔ ہر بیان میں اس بات پر زور دیتے کہ آج جتنے بھی غلط کام ہو رہے ہیں یہ سب جہالت کا نتیجہ ہیں اگر قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے تو واضح معلوم ہوگا کہ قرآن کریم نے جہالت کی تاریکیوں کو نور ہدایت کی روشنیوں سے مٹا ڈالا۔ چنانچہ مختلف معاشرتی برائیوں کا پس منظر، اسباب بیان کرنے کے بعد پھر قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس کا تدارک بیان کرتے۔ اس ضمن میں آپ ؒ کا ''سورۃ یوسف'' کے مضامین پر تقریباً تین گھنٹے کا خطاب ہے اگر سن لیا جائے تو اس نکتہ کو سمجھنا مزید آسان ہوگا۔ اور اسی طرح ''اصحابِ کہف'' کے واقعہ سے جو نتائج نکالے ہیں وہ بھی بہت عمدہ فوائد کے حامل ہیں بہت سے نئے نکات اور معلومات سامنے آتی ہیں۔

۶۔ چونکہ آپ ؒ نے یورپ و ایشیا کے متعدد اسفار کئے تھے اس لئے وہاں دورانِ مشاہدہ جو حالات، واقعات سامنے آتے ان کو بھی اپنی تقریر میں بیان کرتے اور بتلاتے آج مغرب کی اس بیماری کا علاج صدیوں پہلے قرآن کریم نے بیان کر دیا تھا۔

۷۔ آپ ؒ کے خطبات میں ''پیغامِ حق وصداقت'' جو غالباً ۱۹۸۰ء یا ۱۹۸۱ء میں انڈیا میں ہونے والے خطابات کا مجموعہ ہے نہایت علم وحکمت کا مجموعہ ہے، جس میں ادبیت، طرزِ استدلال اور گفتگو میں باہمی ربط وہ خصوصیات ہیں جن دیگر معاصر علماء کے خطبات سے ممتاز کرتی ہیں۔ ہندوستان کے معروف عالم دین و مفتی حضرت مولانا سید عبدالرحیم لاجپوری ؒ نے جب گجرات، (ہندوستان) میں پہلی مرتبہ آپ کا بیان سنا تو عش عش کر اٹھے ان کی رائے انہی کے الفاظ میں ذکر کی جاتی ہے۔

مفتی صاحب ؒ لکھتے ہیں: ''موصوف کا بیان بڑا ہی پر اثر ہے، انداز دلنشین ایسا کہ مخاطب کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور پورا مجمع ان کی گرفت میں ہوتا ہے، آیات قرآنی کی تلاوت اس قدر پرسوز لہجے میں کرتے ہیں کہ قلوب وجد کرتے ہیں اور اکثر سامعین کی خواہش ہوتی ہے کہ آپ صرف قرآن ہی کی تلاوت کرتے رہیں، طرز استدلال بڑا لطیف اور فرق باطلہ کی دکھتی رگ پکڑ کر خوب اصلاح فرماتے ہیں، روافض و اہل بدعت کے امراض جلی و خفی کا موثر

علاج کرتے ہیں، آپ کا بیان احقاقِ حق وابطالِ باطل کا خوب صورت نمونہ ہوتا ہے‘‘ (پیغام حق وصداقت، خطبات ومقالات)

۸۔ شاہ صاحب نے از خود جو اصول طے کر رکھے تھے ان پر سختی سے کاربند تھے، مثلاً تقریر کے لئے اگر دن کا وقت ہے تو رات کو بیان نہیں کرتے تھے اور جو تاریخ طے ہوگی اس کے پابند تھے، آج سے تقریباً پینتیس سال پرانا واقعہ ہے جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے، عشاء کے بعد بیان ہونا تھا، مگر مولانا سلیمان طارق ؒ کی تقریر بارہ بجے کے قریب ختم ہوئی اسٹیج پر شاہ صاحب ؒ کا اعلان ہوا، مگر آپ نے اسٹیج پر آنے سے صاف انکار کردیا، کہ آپ نے جس دن کی تاریخ لی تھی وہ بارہ بجے کے بعد تبدیل ہوگئی ہے لہٰذا خطاب نہیں ہوگا بہت سے لوگوں نے منانے کی کوشش کی مگر آپ اپنے موقف پر ثابت قدم رہے۔

احقر حضرت شاہ صاحب ؒ کے متعدد بیانات کیسٹوں کے ذریعے سن چکا تھا، مگر پہلی مرتبہ غالباً ۲۹/ مارچ ۱۹۹۸ء کو جامعہ مدینۃ العلوم ڈاہرانوالہ مولانا قاری اجمل صاحب کے مدرسہ میں سننے کا اتفاق ہوا، اس وقت آپ کی داڑھی کالی تھی درمیان سے کچھ بال سفید تھے، تقریباً تین گھنٹے آپ کا خطاب ہوا بہت ہی عمدہ انداز میں آپ ؒ نے گفتگو فرمائی اس دن شاید گلا کچھ متاثر تھا مگر اس کے باوجود ترنم میں خاص فرق نہیں تھا

دوسری مرتبہ براہ راست آپ کو سننے کا اتفاق ۴/اپریل ۲۰۰۳ء میں دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی جامع مسجد میں ہوا۔ حضرت شاہ صاحب ؒ نے جمعہ پڑھایا جس میں احقر اور مولانا ارشد فاروقی (فقیروالی ضلع بہاولنگر) اور والد محترم حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی، مہتمم جامعہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر بھی شریک تھے۔ اور ایک جم غفیر شریک تھا، ہم لوگ تو قبل از وقت جا کر پہلی صفوں پر بیٹھ گئے بعد میں آنے والوں کو اندر مسجد کے ہال میں جگہ نہیں ملی، شاہ صاحب ؒ کا وہ خطاب آج تک ذہن میں گھوم رہا ہے سفید داڑھی، ہاتھ میں چھڑی اور کھڑے ہو کر سوا گھنٹہ کے قریب خطاب کیا اور ’’**قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء الخ** ‘‘ آیات اس قدر بلند آواز اور مخصوص انداز ترنم میں پڑھیں کہ وہ کیفیت جب سوچتا ہوں تو عجیب وجد کی حالت طاری ہوجاتی ہے اور اس تقریر میں اشعار بھی ترنم سے آپ ؒ نے کافی پڑھے تھے اور امریکہ کی افغانستان پر بربریت اور ظلم وستم پر جو منظر کشی کی، کوئی آنکھ نہیں تھی جو نم نہ ہو، خیرالبیان نزد جامعہ خیرالمدارس ملتان نے اس کی ریکارڈنگ کی تھی شاید اب بھی ان کے پاس محفوظ ہو، حقیقتاً یہ عالم اسلام کے عظیم خطیب کا عظیم الشان بیان تھا۔ احقر کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ جمعہ کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی کتاب ’’خطابات ومقالات‘‘ پر چند اشعار اور اس کے بعد دستخط فرما کر وہ نسخہ مجھے عنایت فرمایا جو اب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

آپ کی کتاب ’’خطابات ومقالات‘‘ پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ کندیاں شریف اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کی قیمتی آراء ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں آپ کے مختصر حالات بیان ہوئے ہیں اور اس کے بعد سولہ بیانات ہیں، جن میں مفاتیح الغیب، صراط مستقیم، تفسیر سورۃ یوسف، پیغام قرآن ودیگر اہم بیانات ہیں۔

اسی کتاب سے آپ کی تقریر دلپذیر، خطاب لاجواب اور تفہیم کے چند نمونے مختصراً نقل کئے جاتے ہیں۔ ایک

مرتبہ پیرس میں کسی عرب نوجوان نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر کہا "ای شیء فی یدک" آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا "ھی مذکرۃ" جب میں بھول جاتا ہوں تو یہ ذکر الٰہی اور درود شریف کی یاد دلاتی ہے، اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی؟ آپ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھولے ہی کب تھے کہ یاد دلانے کی نوبت آتی۔(خطابات ومقالات صفحہ ۳۴۳)

ایک مرتبہ دوران تقریر کہا کہ جو بوجھ اور امانت زمین وآسمان نہ اٹھا سکے وہ انسان نے اٹھالیا اور پھر دوران گفتگو آیات تلاوت کی "**انه کان ظلوما جهولا**" ۔ایک چرچ کے نمائندہ نے سوال کر دیا کہ یہ تو قرآن کریم نے عجیب بات کہہ دی کہ جو بوجھ زمین وآسمان اور پہاڑوں سے نہ اٹھایا جاسکا وہ انسان نے اٹھالیا تو ظالم اور جاہل بن گیا؟ تو جواباً کہا کہ ظالم اور جاہل تھا، بن نہیں گیا، ماضی کا صیغہ ہے انسان کی جہالت اور ظلم کے خاتمہ کے لئے تو کتاب نازل ہوئی "**وننزل من القرآن ما هو شفآء ورحمة للمؤمنين**" پھر مزید مثالوں سے توضیح کی کہ مقناطیس کپڑے اور لکڑی کو نہیں پکڑتا، خواہ کعبہ کا غلاف اور چوکھٹ ہی کیوں نہ ہو، پتھر کو نہیں پکڑتا حجر اسود کیوں ہی نہ ہو، سونے چاندی کو نہیں پکڑتا، لوہے کو ہی پکڑتا ہے، کیوں؟ کہ کشش اسی میں ہے۔قرآن کریم نے آسمانوں، زمینوں وغیرہ کو نہیں پکڑا، انسان کو پکڑا کیونکہ کشش اسی میں تھی۔اس پادری نے اگلا سوال کیا اگر انسان اتنی اچھی مخلوق ہے تو پھر ظلم اور جہل کے جراثیم کیوں پیدا کئے گئے؟ تو جواب دیا کہ سراپا خیر مخلوق پہلے سے موجود تھی، اگر انسان میں شر کی صلاحیت نہ ہوتی تو پھر یہ خیر پر مجبور ہوتا، انسان برائی کرتا نہیں اور فرشتے کر نہیں سکتے یہی فرق ہے۔اس پادری نے پھر ایک اور سوال کیا کہ اگر قرآن کریم انسان سازی کا فارمولا ہے تو پھر ہر انسان قیمتی کیوں نہیں ہوتا؟ شاہ صاحب نے جواب دیا بارش برستی ہے مگر ہر زمین سے پھول اور کھیتیاں نہیں اگتیں، کہیں کانٹے، جھاڑیاں، کہیں مفید بوٹیاں و پودے، یہ استعداد کی بات ہے، قرآن کی تاثیر اور مسیحائی میں کوئی شک نہیں مگر ظرف کی بات ہے۔ (خطابات و مقالات صفحہ ۴۵۱ تا ۴۵۳)

فصاحت وبلاغت اور مرقع ومسجع گفتگو بھی آپ کے خطاب کا حسن تھی، اس کی بھی ایک مثال ذکر کی جاتی ہے جو نئے مقررین کے لئے ایک تحفہ ہے۔ایک تقریر میں آیت تلاوت کی "**و لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مومنين**" "تم (باطل کی چیرہ دستیوں سے) نہ گھبراؤ نہ خوف کھاؤ کہ تم ہی سربلند رہو گے، اگر تم صاحب ایمان ہو۔ پھر فرمایا یہی وہ بنیادی روح ہے جو کامیابی کی کلید اور سربلندی کی نوید ہے کہ ایمان ویقین کے معیار پر پورے اترو، پھر دیکھو کہ تمہاری تدبیر اللہ کی تقدیر کا پرتو بن جائے گی، تم اللہ سے اتنے قریب ہو جاؤ کہ خود تقدیر تمہارے اشارۂ ابرو کی منتظر ہو:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے اور مومن کی ہے یہ شان کہ گم ہیں اس میں آفاق

ہاں وہ مرد مومن! جو پیکر خاکی ہو، مگر اس کی پرواز آفاقی ہو، وہ گفتار وکردار میں اللہ کی برہان ہو، قاری نظر آئے

مگر حقیقت میں قرآن وہ حلقہ یاران میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں مچلتا ہوا طوفان ہو، وہ ہمسایہ جبرئیل امین ہو، اس کی ٹھوکروں میں سمرقند و بخارا کی زمین ہو، وہ بے زر ہو مگر بالغ نظر ہو، وہ کارآشیاں بندی سے دور، مگر احساس وخوئے وفا سے مخمور ہو، سوز صدیق، جلالت فاروقی، حیائے عثمان وقوت حیدر ؓ کا بحر عمیق لگتا ہو، تدبر معاویہ ؓ، وفقر بوذر ؓ کا وارث نظر آئے، وہ موت سے نہیں، موت اس سے ڈرے، زمانہ اس کو نہیں وہ زمانے کو مسخر کرے، ہاں ہاں وہ مرد مومن جو خودی کے زور سے دنیا پر چھائے، مقام رنگ و بو کا راز پائے، برنگ بحر ساحل آشنا ہو، مگر کف ساحل سے دامن کھینچتا چلا جائے، اس کی جلوتوں میں مصطفائی مہکے، اس کی خلوتوں سے کبریائی ٹپکے، جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان سکندری اس کی ٹھوکر میں ہو، قلندری اس کے جوہر میں ہو، علم اس کا زیور ہو، حلم اس کی چادر ہو، وفا اس کی ادا ہو، رضا اس کی جزا ہو، صداقت اس کا محمل ہو، شہادت اس کی منزل ہو، دانش اس کی بستی ہو، عشق اس کی مستی ہو، باہوش ایسا کہ شام وسحر کو سمجھے، پر جوش ایسا کہ شمس وقمر کو لپکے، وہ حکمت کا لقمان ہو، بصیرت کا بلال وسلمان ؓ ہو، وہ صاحب جذب دروں ہو، شریک زمرہ لایحزنوں ہو، قلب حزیں رکھتا ہو، سوز یقین رکھتا ہو، گفتار دلبرانہ، کردار قاہرانہ رکھتا ہو، نہ تاج وتخت میں نہ لشکر وسپاہ میں، جو بات قلندر کی بارگاہ میں ہو، اس کی رعنائی فکر پہ روح الامین جھومے، اس کی حرارت ذکر لوح و قلم کو چومے، وہ کمال تشنگی میں بھی جگر کا خون پی لے، مگر کسی کی سامنے دست طلب دراز نہ کرے وہ خلوتوں میں بھی ہو، صف بہ صف بھی، سربسجدہ بھی، سربکف بھی، نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز رکھتا ہو وہ قادر کا بندہ مگر تقدیر کا نمائندہ ہو، یہی ہے وہ مرد مومن جسے اللہ نے "انتم الاعلون" کی بشارت سنائی ہے۔ (خطابات ومقالات صفحہ ۱۰۷، ۱۱۷)

آپ کی اور کتابوں میں دیار غیر سے دیار حبیب تک، نوائے درویش، اسلام اور انسانیت وغیرہ شامل ہیں۔ ابھی چندروز قبل بذریعہ فیس بک علم ہوا کہ شاہ صاحب ؒ کے صاحبزادے مولانا سید فیصل ندیم اپنے والد محترم ؒ کے آڈیو ویڈیو بیانات، کتب وغیرہ گوشہ ندیم سے یوٹیوب، فیس بک اور ویب سائیٹ پر اپ لوڈ کر رہے ہیں جو کہ شاہ صاحب ؒ کے لئے بہت بڑا صدقہ جاریہ ہوگا۔

احقر کی جتنی بھی ملاقاتیں شاہ صاحب ؒ سے ہوئی ہیں انہیں ایک متحمل مزاج، عاجزی وانکساری کا پیکر ہی پایا ہے، جامعہ خیر المدارس کے مایہ ناز استاذ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مدظلہ نے اپنا واقعہ خود سنایا کہ پرانی بات ہے کہ ایک مرتبہ ملتان میں آپ کے گھر میں حاضری ہوئی، کھانے کا وقت تھا خود چیزیں اٹھا اٹھا کر رکھ رہے تھے شاید کوئی گرم کرنے والی چیز تھی اسے خود اپنے ہاتھوں سے گرم کر کے لائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب ؒ کی قبر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین۔

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کا سفر قطر اور عالمی کانفرنس میں شرکت

مولانا مختار احمد، مدرس جامعہ خیر المدارس

الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین (International Union for Muslim Scholars) قطر کی مؤقر علمی تنظیم واتحاد ہے، جس کی تاسیس ۲۰۰۴ء میں عمل میں آئی، اس کی قیادت عالم اسلام کی معروف شخصیت فضیلۃ الشیخ محمد یوسف القرضاوی کر رہے ہیں، اور فضیلۃ الشیخ محی الدین قرۃ داغی جیسے متحرک اور فعال جنرل سیکرٹری انتظامی امور کی بھاگ دوڑ خوبی سے تھامے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ علمائے کرام کا بین الاقوامی سطح کا یہ ایک فورم ہے، یہ کسی ملک یا سیاسی و مذہبی تنظیم کے ماتحت اور وابستہ نہیں۔ نہ کسی ایک موضوع کے ساتھ خصوصی وابستگی رکھتا ہے، بلکہ اس فورم پر مختلف مسائل زیر بحث آتے ہیں۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے علمی وفکری حل کے لیے یہ اتحاد مختلف اوقات میں اور دنیا بھر میں متنوع سیمینارز کا انعقاد کرتا ہے۔ دنیا بھر سے علمائے کرام مدعو کیے جاتے ہیں اور زیر بحث مسئلہ میں اپنے علم وفضل کے مطابق رائے دیتے ہیں۔ ان آراء کی روشنی میں قرار دادیں منظور ہوتی ہیں، اور آئندہ کا لائحہ عمل طے پاتا ہے۔

ماہ فروری/۲۰۱۶ء کے پہلے عشرے میں ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' کے شعبہ تعلقات عامہ کے ذمہ دار جناب ولید الحید ری صاحب نے حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کے نام ایک دعوت نامہ ارسال کیا، جس میں آپ کو قطر کے دار الحکومت دوحہ میں 'الاتحاد' کی طرف سے اپریل کے مہینے میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ کانفرنس کا نام ''التعليم الشرعي وسُبُل ترقيته'' یعنی دینی تعلیم اور اس کو ترقی سے ہم کنار کرنے کے طریقے، تھا، کانفرنس کا مقصد عالم اسلام میں دینی تعلیم کی موجودہ صورت حال، مسائل اور مشکلات، فوائد وضرورت اور دینی تعلیم پر ہونے والے اعتراضات کا جواب اور سد باب کے حوالے سے مکالمہ اور رائے پیش کرنا تھی۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے کانفرنس کے موضوع کو مدارس اور دینی تعلیم سے ہم آہنگ پایا تو شرکت کی دعوت قبول فرمالی۔

برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ، کیفیت، مدارس اور وفاق المدارس کے تعارف پر مشتمل موضوع ''**جذور التعليم الشرعي في شبه القارة الهندية (باكستان نموذجاً)**'' کا انتخاب کیا۔ موضوع کی اہمیت، عناصر اور غرض وغایت کے بارے میں ایک مکتوب کے ذریعے کانفرنس کے منتظمین کو آگاہ کیا، ان کی طرف سے منظوری آنے کے بعد مقالہ تیار کیا اور اسے شعبہ تعلقات عامہ کی **لجنة التحكيم** کو ارسال کر دیا۔ **لجنة التحكيم** یعنی موضوع ومقالے کی جانچ پڑتال کی کمیٹی نے مقالہ کو غور وخوض سے پڑھا، جائزہ لیا اور اسے منظور کر کے کانفرنس کے منتظمین کو

بھیج دیا۔ یہ سارا عمل مکمل ہونے کے بعد حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ کے نام ویزہ اور قطر ائرلائن کے ٹکٹ بھیجے۔ ۱۵/اپریل ۲۰۱۶ء کو حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ نے ملتان سے براہ راست دوحہ (قطر) روانہ ہونا تھا۔

چنانچہ حسب پروگرام ۱۵/اپریل کو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ ملتان سے بذریعہ قطر ائرلائن روانہ ہوئے اور صبح گیارہ بجے حمد انٹرنیشنل ائرپورٹ قطر پہنچے۔ ائرپورٹ پر جمعیت علمائے اسلام کے راہنما مولانا محمد ادریس صاحب، بھائی عبدالرحمٰن اور مرکز عبداللہ بن مسعود العلمی کے مدیر و مؤسس مولانا محمد مصطفیٰ صاحب فاضلان جامعہ خیر المدارس اور دیگر فضلائے وفاق کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، انہوں نے حضرت کا گرمجوشی سے استقبال کیا، مصافحہ معانقہ کے بعد مولانا محمد حفیظ الرحمٰن کی دعوت پر ان کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

مولانا محمد حفیظ الرحمٰن صاحب جامعہ خیر المدارس کے فاضل اور عرصہ پندرہ سال سے وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ قطر میں امام وخطیب کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ علماء و مشائخ کے خادم اور دین کا درد رکھنے والے جید عالمِ دین ہیں۔ دینی پروگراموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ مرکز عبداللہ بن مسعود العلمی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حفیظ الرحمٰن کے گھر دوپہر کے کھانے کا پُرتکلف انتظام تھا، کھانے پر استقبال کرنے والے اور دیگر حضرات کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، یہاں ان سب سے مفصل تعارف ہوا اور مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال ہوا۔

اسی روز شام چھ بجے رتاج الریان ہوٹل میں کانفرس کا افتتاحی پروگرام تھا۔ الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین کے رئیس فضیلۃ الشیخ یوسف قرضاوی میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ دنیا بھر سے معروف علمائے کرام اس کانفرس میں شرکت کے لیے آئے تھے، ہندوستان سے سید سلمان ندوی نمائندگی کر رہے تھے۔ افتتاحی کلمات اور حاضرین کے شکریے کے بعد شام سات بجے قطر کے وزیر اوقاف ڈاکٹر غیث الکواری نے اپنے خطاب سے کانفرس کا باقاعدہ آغاز کیا۔

اگلے روز یعنی بروز ہفتہ ۱۶/اپریل کو حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے مقالہ پڑھا۔ مقالہ بہت توجہ سے سنا گیا، کانفرس میں شریک دنیا بھر کے علمائے کرام کو برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ، دارالعلوم دیوبند کی جدوجہد اور قیام پاکستان کے بعد وفاق المدارس کی خدمات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ سب حاضرین مقالے سے بہت محظوظ ہوئے اور تعریفی کلمات کہے۔ مقالہ کے اختتام کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ہر سوال کا تسلی بخش اور پُرمغز جواب دیا جس سے حاضرین کی تشفی ہوئی۔

صبح نو بجے سے شام چھ بجے تک کانفرس کے مختلف سیشن ہوتے رہے۔ ان اوقات کے علاوہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ شام کے اوقات میں مختلف حضرات سے ملاقاتیں فرماتے، یہ ملاقاتیں تعارف اور علیک سلیک تک محدود ہوتی تھیں۔ مقامی احباب کا مسلسل تقاضا تھا کہ حضرت مہتمم صاحب کچھ ایام کے لیے واپسی مؤخر کر دیں، تاکہ ملک بھر میں دینی اجتماعات کا انعقاد کر کے حضرت کی آمد سے زیادہ زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ تاہم حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی دیگر مصروفیات ومشاغل سدراہ بنے رہے۔ مسلسل تقاضوں کے پیش نظر حضرت مہتمم صاحب نے

احباب ورفقاء کی درخواست جزوی طور پر قبول کر لی اور اپنی واپسی ایک دن کے لیے مؤخر کر دی۔

۱۵/اپریل کو شروع ہونے والی کانفرنس ۱۷/اپریل کو طے شدہ شیڈول کے مطابق اختتام پذیر ہوگئی۔ اسی روز شام کو ایک خوبصورت خیمے میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے ساتھ ایک یادگار ملاقات کا اہتمام کیا گیا، اس ملاقات میں وفاق المدارس، دارالعلوم دیوبند، اور ندوۃ العلماء کے فضلاء کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ دینی تعلیم اور مدارس کے حوالے سے مختلف موضوعات زیر بحث آئے۔ حاضرین کی طرف سے مقالے کو سراہا گیا، اور آپ کی آمد اور ملاقات کا وقت دینے پر شکریہ ادا کیا گیا۔

اس ملاقات اور تبادلۂ خیال کے بعد شدت سے محسوس کیا گیا کہ ایک عمومی پروگرام بھی ترتیب دیا جائے جس میں عام افراد بھی شریک ہوں، اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے پند ونصائح سے اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے وزارۃ الاوقاف کو عمومی اجتماع کرنے کی درخواست دی گئی، جو کہ منظور ہوگئی اور ۱۸/اپریل کو بعد نماز عشاء مرکز عبداللہ بن زید (الفنار) میں التوبۃ الصادقۃ کے عنوان سے پروگرام منعقد ہونا طے پایا۔

۱۸/اپریل کی صبح کو آپ مرکز عبداللہ بن مسعود العلمی میں تشریف لائے۔ یہاں آکر آپ بہت مسرور ہوئے، اور اساتذہ وطلبہ کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

مرکز عبداللہ بن مسعود العلمی ایک منفرد تعلیمی ادارہ ومدرسہ ہے، اس مدرسے کا نصاب درس نظامی ہے، طلبہ کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے، حفظ القرآن الکریم کے شعبے میں بھی پچاس سے زائد طلبہ ہیں، اساتذہ کی تعداد ۲۲ ہے۔ یہ ادارہ وزارۃ الاوقاف قطر کی اجازت سے کھولا گیا ہے، ادارے کے روح رواں شیخ مصطفیٰ جامعہ خیر المدارس کے فاضل، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کے تلمیذ رشید اور یہیں کے رہائشی ہیں، ان کی اور مدرسے کے دیگر اساتذہ کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ یہ مدرسہ تیز رفتاری سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے، اور مقامی سطح پر اپنا مقام بنا رہا ہے۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے یہاں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہ مدرسہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی ہے، مزید فرمایا کہ اپنے ملک میں مدرسے کا قیام مشکل امر اس لیے نہیں ہے کہ وہاں کا ماحول اور معاشرے میں اس قسم کے مدارس عام ہیں لیکن یہاں دیارِ غیر میں درس نظامی کے منہج کے مطابق مدرسہ اور مقبولیت، طلبہ کی آمد یقیناً عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے۔

ملاقات وخطاب سے فراغت پانے کے بعد حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی وزارۃ الاوقاف کے شعبۂ تحقیق کے مدیر ابوعبداللہ محمد المحمود کے ساتھ طے تھی۔ ان کے دفتر میں ہونے والی ملاقات ایک گھنٹے تک رہی، وفاق المدارس کے منہج، نظام اور خدمات سے متعارف ہوئے، المختصر یہ کہ ملاقات نہایت خوش گوار رہی۔

ظہر کی نماز قطر کی معروف جامع مسجد جامع محمد بن عبدالوہاب میں ادا کی۔ یہ مسجد فن تعمیر کا ایک شاہکار نمونہ ہے۔ قطر میں آنے والا سیاح اس مسجد کو دیکھے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ یہ مسجد جدید وقدیم طرزِ تعمیر کا حسین امتزاج ہے۔ دوپہر کی ضیافت منطقہ شحانیہ میں شیخ سلمان حفظہ اللہ کے ہاں تھی۔ یہ علاقہ دوحہ سے تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت

پر واقع ہے، تین لینڈکروزر پر مشتمل ہمارا قافلہ روانہ ہوا۔الجزائر کے عالم دین شیخ یوسف تیاح قافلہ کے سرخیل تھے، مولانا ادریس صاحب بھی ہم سفر تھے،اپنی باغ و بہار طبیعت کے باعث مولانا ادریس صاحب نے اردو، عربی وفارسی کے لطائف اس کثرت سے سنائے کہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بے اختیار انہیں ابو اللطائف کا لقب دیدیا۔ یہ ایک گھنٹے کا سفر نہایت خوش گوار انداز میں شیخ سلمان کے دار الضیافہ پر اختتام پذیر ہوا۔

شیخ سلمان نے عربوں کے روایتی ذوق کے مطابق انتہائی پُر تکلف ظہرانہ دیا۔علمائے کرام کی آمد پر دلی مسرت کا اظہار کیا۔

شیخ سلمان نے دار العلوم الحسینیہ شہداد پور (سندھ) میں حضرت مولانا قاری عبد الرشید صاحب (فاضل جامعہ خیر المدارس ومعاون ناظم وفاق صوبہ سندھ) سے قرآن کریم حفظ مکمل کیا ہے۔شیخ سلمان اونٹ دوڑ کے بہت شوقین ہیں، انہوں نے اونٹوں کی تربیت اور ان کی دوڑ کا شوق وراثت میں پایا ہے۔اپنے معزز مہمانوں کو چند لمحوں کے لیے انہوں نے اپنے اس شوق میں شریک کیا، وہ اونٹ دکھائے جو آئندہ دوڑ کے لیے تیار کیے جا رہے تھے، انہوں نے بتایا کہ ایک ایک اونٹ کی قیمت دو ملین ریال سے زائد ہے۔ قیمت کے زیادہ یا کم ہونے کا مدار اونٹ کا نسب ہے، جس اونٹ کا نسب جتنا اعلی ہے، یعنی اس نسل کے اونٹ جتنی مرتبہ دوڑ میں پہلے نمبر پر آئے ہیں، اتنی ہی اس کی قیمت زیادہ ہے۔

جیسے کہ پہلے گزر چکا کہ آج رات حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا ایک عمومی بیان مرکز عبد اللہ بن زید (الفنار) میں طے پا چکا تھا، شیخ سلمان کے ظہرانے سے فراغت پانے کے بعد حضرت مہتمم صاحب بیان کے لیے تشریف لے گئے اور التوبۃ الصادقۃ کے موضوع پر سیر حاصل بیان فرمایا، بے شمار لوگوں نے اس میں شرکت کی، حضرت مہتمم صاحب نے متذکرہ موضوع پر جامع خطاب فرمایا، جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

۱۹/اپریل کو قطر کے شمال میں واقع منطقۃ الذخیرہ جانے کا پروگرام تھا، یہاں قاری عبد الغنی بن عبد المالک نے پر تکلف ظہرانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت مہتمم صاحب مدظلہ بمع رفقاء منطقۃ الذخیرہ روانہ ہوئے، کھانا تناول فرمایا، قاری صاحب کے جذبۂ خدمت اور ضیافت سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی بہت تعریف کی۔ شام کو حضرت مہتمم صاحب کی ملاقات شیخ خالد بن علی آل ثانی کے ساتھ طے تھی۔اجازت حدیث کے سلسلے میں شیخ خالد کئی ملکوں کا سفر اور سینکڑوں محدثین سے سند اجازت حاصل کر چکے ہیں، مختلف ممالک میں قرآن اور حفظ حدیث کے مقابلے کرانا اور اس پر زرِ کثیر صرف کرنا ان کی شخصیت کا خاصہ بن چکا ہے۔حضرت ناظم اعلی صاحب مدظلہ ان کے ہاں گئے تو اہل علم کے ایک مجمع کو اپنا منتظر پایا۔ علیک سلیک ہوئی، تعارف ہوا، مختلف موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔مجلس کے آخر میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی، اور شیخ خالد کے ہاں سے ائر پورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ رات گیارہ بجے اپنے رفقاء کے ہمراہ ائر پورٹ پہنچے۔ تمام احباب سے فرداً فرداً مصافحہ کیا، انہیں دعاؤں سے نوازا، شکریہ ادا کیا اور سب کو الوداع کہا۔

نتائج سالانہ امتحانات ۱۴۳۷ھ
(غیر وفاقی درجات)

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

جامعہ خیر المدارس ملتان کے گزشتہ تعلیمی سال کے سالانہ امتحانات دو مراحل میں مکمل ہوئے، پہلے مرحلہ میں غیر وفاقی درجات اور وفاقی درجات کے غیر وفاقی طلبہ نے شرکت کی، جو ۲۲ تا ۲۶ رجب الخیر ۱۴۳۷ھ بروز ہفتہ تا بدھ منعقد ہوئے، بدھ کے دن نتائج کا اعلان کر دیا گیا۔ اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ کو انعامات سے نوازا گیا، اس مرحلے میں کل ۲۹۸ طلبہ نے شرکت کی۔

⌘ درجہ عالمیہ سال دوم (دورۂ حدیث شریف) کا امتحان وفاق کے علاوہ جامعہ کی سطح پر بھی لیا جاتا ہے، تاہم اس کے نتائج کا تاحال اعلان نہیں ہوسکا، اس درجہ میں کل ۱۸۲ طلبہ شریک ہوئے۔

وفاق المدارس کے امتحانات ۲۹ رجب تا ۴ شعبان بروز ہفتہ تا جمعرات منعقد ہوئے، جس میں تمام وفاقی درجات کے طلبہ نے شرکت کی۔

⌘ ماہنامہ ''الخیر'' کے قارئین اور جامعہ کے احباب کو جامعہ کے تعلیمی کوائف سے باخبر رکھنے کے لیے سالانہ امتحانات کا اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے۔ (فیاض احمد عثمانی)

نتائج سالانہ امتحانات ۱۴۳۷ھ (غیر وفاقی درجات)

(۱) درجہ دعوت والارشاد: کل نمبر ۵۰۰:

کل شرکاء ۹ ممتاز ۲ جید جداً ۴ جید ۲ مقبول ۱

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۰۶	مولوی عبدالرشید	بہاولنگر	۴۰۶	ممتاز......اول
۰۱۱	مولوی حاجی غلام یٰسین	راجن پور	۴۰۳	ممتاز......دوم
۰۰۲	مولوی اسداللہ معاویہ	سرگودھا	۳۶۷	جید جداً......سوم

(۲) درجہ تخصص فی الفقہ (سال دوم): کل نمبر ۵۰۰:

کل شرکاء ۲۱ ممتاز × جید جدا ۱۸ جید ۳

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۰۳	مفتی محمد صدیق عبداللہ	لیہ	۳۹۷	جید جدًا......اول
۰۱۱	مفتی محمد محسن امین	وہاڑی	۳۹۷	جید جدًا......اول
۰۱۴	مفتی محمد عامر کریم	ملتان	۳۵۷	جید جداً......دوم
۰۱۷	مفتی ضمیر الدین	کراچی	۳۵۷	جید جداً......دوم
۰۱۸	مفتی نور الوہاب خان	بنوں	۳۵۲	جید جداً......سوم

(۳) تخصص فی الفقہ (سال اول): کل نمبر ۵۰۰:

کل شرکاء ۸ ممتاز ۲ جید جدا ۵ جید ۱

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۰۹	مولوی محمد تنویر	بھکر	۴۴۸	ممتاز......اول
۰۱۵	مولوی تصور عباس	جھنگ	۴۳۱	ممتاز......دوم
۰۱۶	مولوی منیر احمد	رحیم یار خان	۳۷۸	جید جداً......سوم

(۴) درجہ عالمیہ (سال اول): کل نمبر ۵۰۰:

کل شرکاء ۵ ممتاز ۱ جید جدا ۲ جید × مقبول ۲

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۰۱	محمد اسلم	ڈیرہ بگٹی	۴۱۵	ممتاز......اول
۰۰۲	محمد عثمان	کوہلو	۳۶۹	جید جداً......دوم
۰۰۳	محمد سہیل	پاکپتن	۳۶۷	جید جداً......سوم

(۵) درجہ عالیہ (سال دوم، درجہ جلالین شریف): کل نمبر ۵۰۰:

اس درجہ میں غیر وفاقی صرف ایک طالب علم تھا، نعمت اللہ (زیارت) جس نے ۳۱۹ نمبر حاصل کر کے درجہ ''جید'' میں کامیابی حاصل کی۔

(۶) درجہ عالیہ (سال اول، درجہ خامسہ): کل نمبر ۶۰۰:

اس درجہ میں غیر وفاقی صرف ایک طالب علم تھا، عبدالہادی (لورلائی) جس نے ۴۷۹ نمبر حاصل کر کے درجہ ''ممتاز'' میں کامیابی حاصل کی۔

(۷) درجہ ثانویہ خاصہ (سال دوم، درجہ رابعہ): کل نمبر ۶۰۰:

اس درجہ میں غیر وفاقی صرف ایک طالب علم تھا، محمد اعظم (مظفر گڑھ) جس نے ۳۸۵ نمبر حاصل کر کے درجہ ''جید'' میں کامیابی حاصل کی۔

(۸) درجہ ثانویہ خاصہ (سال اول، درجہ ثالثہ): کل نمبر ۶۰۰:

کل شرکاء ۶۷ ممتاز ۱۲ جید جدا ۳۸ جید ۱۵ مقبول ۳

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۱۶	محمد دانیال حمید	ڈیرہ اسماعیل خان	۵۵۶	ممتاز......اول
۰۲۸	ابو ہریرہ حیدری	لیہ	۵۴۹	ممتاز......دوم
۰۷۵	حافظ محمد صدیق	ملتان	۵۴۰	ممتاز......سوم

(۹) درجہ ثانویہ عامہ (سال اول، درجہ اولیٰ): کل نمبر ۶۰۰:

کل شرکاء ۶۷ ممتاز ۱۵ جید جدا ۵۲ جید × مقبول ×

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۷۹	جمشید سرور	ملتان	۵۴۱	ممتاز......اول
۰۱۱	محمد رحمت اللہ	راجن پور	۵۳۹	ممتاز......دوم
۰۰۲	محمد خالد	ملتان	۵۳۲	ممتاز......سوم

(۱۰) درجہ ثانویہ عامہ (سال اول، جدید): کل نمبر ۵۰۰:

کل شرکاء ۲۰ ممتاز ۱۰ جید جدا ۶ جید ۴ مقبول ×

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۱۰	محمد مظہر	ملتان	۴۳۳	ممتاز......اول
۰۰۷	محمد اویس نواب	ملتان	۴۲۹	ممتاز......دوم
۰۱۲	محمد ابوبکر صدیق	ڈیرہ غازی خان	۴۲۹	ممتاز......دوم
۰۱۸	محمد جمیل	موسیٰ خیل	۴۲۷	ممتاز......سوم

(۱۱) درجہ میٹرک (سال اول): کل نمبر ۷۰۰:

کل شرکاء ۲۲ ممتاز ۳ جید جدا ۹ جید ۵ مقبول ۵

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۲۵	محمد اسامہ	ملتان	۶۶۲	ممتاز......اول
۰۲۴	محمد عرفان	وہاڑی	۶۳۸	ممتاز......دوم
۰۲۶	آفاق ضیاء	خانیوال	۶۱۵	ممتاز......سوم

(۱۲) درجہ متوسطہ (سال دوم): کل نمبر ۶۰۰:

کل شرکاء ۲۰ ممتاز ۲ جید جدا ۱۱ جید ۴ مقبول ۱ راسب ۲

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۱۷	محمد حذیفہ	مظفر گڑھ	۵۲۱	ممتاز......اول
۰۱۱	محمد جمیل	ڈیرہ غازی خان	۵۰۱	ممتاز......دوم
۰۰۸	فدا حسین	خاران	۴۳۹	جید جدا......سوم
۰۱۵	محمد وقاص	خانیوال	۴۴۰	جید جدا......سوم

(۱۳) درجہ متوسطہ (سال اول): کل نمبر ۶۰۰:

کل شرکاء ۲۰ ممتاز ۴ جید جدا ۹ جید ۳ مقبول ۲ راسب ۲

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۱۶	مشتاق احمد	بہاولنگر	۵۴۵	ممتاز......اول
۰۲۰	محمد ابوبکر	مظفرگڑھ	۴۹۶	ممتاز......دوم
۰۲۲	محمد علی حسن	ملتان	۴۹۴	ممتاز......سوم

(۱۴) درجہ ابتدائیہ (سال اول): کل نمبر ۶۰۰:

کل شرکاء ۳۶ ممتاز ۱۴ جید جدا ۱۵ جید ۲ مقبول ۵ راسب ×

اول، دوم، سوم آنے والے طلبہ:

داخلہ نمبر	نام	ضلع/نسبت	حاصل کردہ نمبر	کیفیت
۰۴۷	محمد معاویہ	ملتان	۵۷۹	ممتاز......اول
۰۴۲	عبدالرحمٰن	ملتان	۵۷۲	ممتاز......دوم
۰۵۵	محمد شاہد شریف	مظفرگڑھ	۵۵۴	ممتاز......سوم

غیر وفاقی درجات کا اجمالی جائزہ:

کل شرکاء	۲۹۸	ممتاز	۶۶	جید جدًا	۱۲۹
جید	۴۱	مقبول	۱۸	راسب	۴

۴۶

اشتہار کفالت

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ضبط وترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی (ملتان)

الخیر پبلک سکول ملتان کی تقریب میں شرکت:

۲۶/جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۵/اپریل ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے الخیر پبلک سکول ملتان کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات میں شرکت کی اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور ضرورت پر خطاب کیا۔

دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال کی تقریب میں شرکت:

اسی روز دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال کی سالانہ تقریب اختتام صحیح بخاری شریف میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

متحدہ عرب امارات کا سفر:

۲۷/جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۶/اپریل ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم متحدہ عرب امارات کے سفر پر تشریف لے گئے اور وہاں اہم شخصیات، جامعہ خیر المدارس اور دیگر جامعات کے فضلاء سے ملاقاتیں کیں اور مختلف تقریبات میں خطاب کیا۔

دوبئی میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب:

۲۹/جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۸/اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے حاجی فضل جمیل صاحب کی دعوت پر دوبئی میں نماز جمعہ پڑھائی اور نمازِ جمعہ سے قبل تفصیلی خطاب کیا۔

جامعہ خیر المدارس ملتان کی تقریب میں تفصیلی خطاب:

۶/رجب الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴/اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے 89 ویں تعلیمی سال کے اختتام پر تقریب اختتام صحیح بخاری شریف میں شرکت کی اور تفصیلی خطاب کیا۔

حکومت قطر کی دعوت پر دوحہ میں منعقدہ کانفرنس سے خطاب:

۷/رجب الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے

حکومتِ قطر کی دعوت پر ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' کے زیر اہتمام دوحہ میں ''التعلیم الشرعی و سبل ترقیة'' کے نام پر منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور ''جذور التعلیم الشرعی فی شبه القارة الهندیة(باکستان نموذجا)'' برصغیر میں دینی تعلیم کی تاریخ، کیفیت، مدارس اور وفاق المدارس پاکستان کے تعارف پر مشتمل مقالہ پیش کیا۔ شرکاء کے سوالوں کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

قطر میں ''الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین'' کے صدر شیخ محمد یوسف القرضاوی جنرل سیکرٹری شیخ محی الدین قرۃ داغی، وزارت اوقاف قطر کے شعبہ البحوث کے مدیر ابوعبداللہ محمد المحمود، جمعیت علماء اسلام قطر کے رہنماء مولانا محمد ادریس، محترم بھائی عبدالرحمٰن، منطقۃ شحانیہ کے شیخ سلمان، الجزائر کے شیخ یوسف تیاح، منطقہ الذخیرہ کے قاری عبدالغنی بن عبدالمالک اور شیخ خالد بن علی آلِ ثانی و دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور تبادلہ خیال کیا۔

مرکز عبداللہ بن مسعود ♦ دوحہ (قطر) کا معائنہ:

۱۰ر رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ر اپریل ۲۰۱۶ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیرالمدارس کے فاضل اور مرکز عبداللہ بن مسعود ♦ قطر کے مدیر مولانا محمد مصطفیٰ صاحب کی دعوت پر مرکز کا دورہ کیا مولانا محمد حفیظ الرحمٰن و دیگر اساتذہ و علماء سے ملاقاتیں اور گفتگو کی۔

دارالعلوم رحیمیہ ملتان کی سالانہ تقریب میں شرکت:

۱۲ر رجب الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ر اپریل ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قاری محمد ادریس صاحب مدظلہ کی دعوت پر جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان کی سالانہ تقریب اختتام صحیح بخاری شریف میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

عمرہ وزیارت حرمین شریفین کا سفر:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم ملتان سے حرمین شریفین کی زیارت اور عمرہ کے سفر پر روانہ ہوئے عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مختلف دینی اجتماعات میں خطاب کیا اور اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔

ائیرفورٹ یونیورسٹی (جرمنی) میں منعقدہ ورکشاپ سے خطاب:

۲۲ر رجب الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم سفرِ حرمین شریفین سے واپسی کے بعد جرمنی کے سات روزہ دورے پر روانہ ہوئے اور وہاں ائیرفورٹ یونیورسٹی میں منعقدہ مختلف ورکشاپوں میں خطاب کیا۔ اس دورے کا اہتمام ایئرفورٹ یونیورسٹی کے شعبہ مذہبی علوم اور

مسلم ثقافت ومذہبی اُمور کے نگران پروفیسر ڈاکٹر جمال ملک صاحب نے کیا تھا۔

جامعہ مسجد توحیداوفن پاخ فرینکفرٹ جرمنی میں خطبہ جمعۃ المبارک:

۲۸رجب الخیر ۱۴۳۷ھ مطابق ۶ر مئی ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مفتی محمد احمد صاحب کی دعوت پر جامع مسجد توحیداوفن پاخ فرینکفرٹ میں نماز جمعہ کی امامت کی اور نماز جمعہ سے قبل خصوصی خطاب کیا۔

مفتی محمد احمد صاحب اوران کے بیٹے ٹریفک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے۔اب الحمدللہ! روبصحت ہیں۔

دارالعلوم چمن (بلوچستان) کی سالانہ تقریب میں شرکت:

۵رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۳ر مئی ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اپنے صاحبزادے مولانا احمد حنیف مدظلہ کے ہمراہ مفتی صلاح الدین صاحب مدظلہ (ناظم وفاق المدارس صوبہ بلوچستان) کی دعوت پر دارالعلوم چمن کی سالانہ تقریب میں شرکت کی اور خصوصی خطاب کیا۔

امتحانی کمیٹی وفاق المدارس کے اجلاس کی صدارت:

۷رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵ر مئی ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیرالمدارس ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی امتحانی کمیٹی اور ممتحنینِ اعلیٰ کے اجلاس کی صدارت کی۔اجلاس میں مارکنگ سے متعلق مشاورت کی گئی۔

جامعہ خیرالمدارس ملتان میں ممتحنین سے خطاب:

۸رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶ر مئی ۲۰۱۶ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پرچوں کی مارکنگ کے موقع پر جامعہ خیرالمدارس ملتان میں ممتحنین حضرات کو مارکنگ سے متعلق تفصیلی ہدایات دیں اور خطاب کیا۔

مولانا محمد لقمان ؒ کی وفات پر منعقدہ تعزیتی اجتماع سے خطاب:

۱۰رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ر مئی ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا کے سابق استاذ اور جامعہ مخزن العلوم خانپور کے مدرس مولانا محمد لقمان نوراللہ تعالیٰ مرقدہٗ کی وفات پر ان کے بڑے بھائی قاری محمد عثمان صاحب سے تعزیت کی اور جلال پور میں منعقدہ تعزیتی اجتماع سے خطاب کیا۔



نقد ونظر

محمد ازہر

کُتب نُما

خواتین کے لئے ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ کی چار قابل قدر کتب:

جمع وترتیب: حضرت حافظ محمد اسحاق صاحب ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

ملک کے طباعتی اداروں میں ''ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان'' کو حسبِ ضرورت سلیس اور عام فہم لٹریچر شائع کرنے میں امتیاز حاصل ہے، حال ہی میں ادارہ کی چار ایسی مفید اصلاحی وتربیتی کتب منظرِ عام پر آئی ہیں جن کا تعلق خواتین کی علمی اصلاحی اور تربیتی زندگی سے ہے۔ مرد اور عورت دونوں احکامِ شریعت کے پابند ہیں، تحصیل علم اور اس پر عمل مردوں کی طرح عورتوں پر بھی لازم ہے۔ آج کے پرفتن دور میں یہ ضرورت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے کہ خواتین قرآن وسنت کے احکام اور روزمرہ کے مسائل سیکھیں۔ اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں، اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور اپنے گھر اور ماحول کو دینی بنانے کے لئے فکرمند ہوں ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے مدیر شہیر حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب زید مجدہم نے اس ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کی دینی رہنمائی اور عملی تربیت کے لئے چار قابلِ قدر و لائق مطالعہ کتب مرتب فرمائی ہیں (۱) واقعاتِ خواتین۔ (۲) مسائلِ خواتین۔ (۳) تربیت خواتین۔ (۴) خطبات خواتین ۲ جلد۔

چاروں کتب موضوع کی مناسبت سے نہایت جامع، پراثر، سبق آموز اور لائق مطالعہ ہیں۔ ایسی کتب الماریوں میں سجانے کے لئے نہیں بلکہ مسلسل زیرِ مطالعہ رکھنے اور عمل پیرا ہونے کے لئے ہوتی ہیں ان کے مطالعہ سے نہ صرف خواتینِ اسلام کی اپنی زندگی میں خوشگوار دینی انقلاب آنے کی توقع ہے بلکہ ان شاء اللہ العزیز ان کی گود میں پلنے والے بچے بھی مستقبل میں علم وعمل میں پختہ وباکردار مسلمان بنیں گے اس لحاظ سے یہ کتب صرف خواتین کی نہیں بلکہ دینی گھرانوں کے ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خواتین کے اس جامع نصاب کو قبولیت عامہ نصیب فرمائیں اور خواتین کی دینی واصلاحی تربیت کا ذریعہ بنائیں۔

کاغذ، کمپوزنگ طباعت عمدہ قیمت درج نہیں رابطہ: 0322-6180738

تجلیات غورغشتوی ؒ:

تالیف: حضرت مولانا مفتی محمد قاسم بجلی گھر

ناشر: مکتبہ مولانا بجلی گھر لالہ زار کالونی علاقہ مولانا بجلی گھر لنڈی ارباب روڈ پشاور (کے پی کے)

عارف باللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی ؒ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں صوبہ پنجاب کے علاقہ چھچھ کے معروف علمی وروحانی گاؤں غورغشتی میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے جیدالاستعداد اور عدیم النظیر محقق عالم تھے۔ سوسال سے متجاوز عمر میں وصال فرمایا۔ پون صدی سے زائد عرصہ دینی علوم بالخصوص علوم

حدیث کی تدریس میں صرف فرمایا۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہٗ سے نسبت تلمذ حاصل تھی۔ زہد و تقویٰ، اخلاص وتوکل، تواضع وانکساری، حق گوئی و بے باکی اور عشق رسول واتباع سنت میں بلند مقام پر فائز اور نمونہ سلف تھے۔ بیعت کا تعلق امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی واں بھچراںؒ والوں سے تھا اسی نسبت کی وجہ سے شرکیہ رسوم و بدعات سے انتہائی نفور اور اتباع سنت کا نمونہ تھے۔ آپؒ کے علوم ومعارف کی زیادہ ترویج واشاعت قبائلی علاقوں، افغانستان اور پشتونوں میں ہوئی، بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہٗ انہیں علم حدیث کی ترویج میں پختون علاقوں کا ''شاہ ولی اللہ'' قرار دیتے تھے۔ پشتو زبان کے شعلہ بیان خطیب حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر ؒ شیخ الحدیث غورغشتوی ؒ سے گہری محبت و عقیدت رکھتے تھے انہوں نے حضرتؒ کے ملفوظات کا ایک ضخیم حصہ مجالس غورغشتوی کے نام سے جمع وشائع فرمایا۔ اب ان کے علمی وادبی روحانی ونسبی جانشین حضرت مولانا محمد قاسم بجلی گھر نے ان ملفوظات کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت غورغشتویؒ کی سوانح حیات، کمالات وامتیازات اور دینی خدمات کا تذکرہ بسط وتفصیل کے ساتھ ''تجلیات غورغشتوی ؒ'' کے نام سے کیا ہے۔ علماء وطلبہ اور اساتذہ کے علاوہ عام ناظرین کے لئے بھی لائق مطالعہ ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ صفحات ۴۹۴ قیمت ۵۰۰ روپے رابطہ: 0333-9003600

قبر پر سورۂ بقرہ اول وآخر کی تلاوت ایک تحقیقی جائزہ:

تالیف: مولانا مفتی اسداللہ خان پشاوری

ناشر: مکتبہ الاسد العلمیہ مسجد الحسن صدیقی ، شیخ آباد، پشاور

تدفین کے بعد قبر کے سرہانے اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کے اول وآخر کی تلاوت اہلِ اسلام کے درمیان ایک معمول بہ امر ہے لیکن آج کل بعض لوگ اسے خلاف سنت قرار دے کر اختلاف وفساد کا دروازہ کھول رہے ہیں ہمارے مہربان دوست حضرت مولانا مفتی اسداللہ (اسعدہ اللہ فی الدارین) متخصص جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن نے اس موضوع پر قابل قدر کام فرمایا ہے اور متین علمی انداز میں اس عمل کے استحباب اور منکرین کی خطاء کو واضح کیا ہے۔ ارباب افتاء اہل علم اور منتہی طلبہ کے لئے لائق مطالعہ ہے۔ کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ۔

صفحات ۲۳۲۔ قیمت ۲۰۰ روپے۔ رابطہ: 0334-9146268

تربیتی بیانات ج ۲:

افادات: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ۔ ضبط وترتیب: مولانا محمد عدنان مرزا

ناشر: مکتبہ الایمان۔ ملنے کا پتہ مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر 14

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی جلیل القدر علمی، دینی، فقہی، اصلاحی اور تبلیغی خدمات کے بارے میں خامہ فرسائی سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت والا کے اصلاحی بیانات سے

ہزاروں افراد کی زندگیوں میں خوشگوار دینی انقلاب آ چکا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان و بیان میں بلا کی تاثیر اور برکت رکھی ہے۔اصلاحی مجالس میں آپ انتہائی دلنشین انداز میں حاضرین کی تربیت فرماتے ہیں۔

محترم جناب محمد عدنان مرزا صاحب نے حضرت والا کے ان بیانات کو جمع اور طبع فرما کر دور افتادہ افراد پر احسان فرمایا کہ وہ بھی حضرت والا کے ارشادات و مواعظ سے مستفید ہو سکیں۔یہ قیمتی بیانات ہر اس فرد کی ضرورت ہیں جسے اپنی اصلاح کی فکر اور آخرت کی زندگی پر ایمان ہے۔''تربیتی بیانات'' کی دوسری جلد آٹھ مواعظ پر مشتمل ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات ۲۵۴۔ قیمت درج نہیں۔رابطہ: 0321-2466024

کعبہ مرے آگے:

تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی۔

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے

''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا جملہ اہل اللہ کے ارشادات و تالیفات پر صادق آتا ہے اور اگر موضوع بھی ایسا ہو جو دل کی تاروں کو چھیڑ دے تو ایسی کتابوں کا مطالعہ اشکبار آنکھوں کے بغیر مشکل ہے۔حرمین شریفین سے زیادہ مقدس، پر انوار اور جذبات کی دنیا میں طوفان اٹھانے والا موضوع کون سا ہو گا اس پر مستزاد یہ کہ لکھنے والے کا دل رب العالمین اور محبوب رب العالمین ﷺ کی محبت میں بے قرار، بے تاب اور بے چین ہو تو اس کے جذبات، احساسات اور مشاہدات جب الفاظ کی صورت اختیار کرتے ہیں تو لکھنے والا قاری کو تنہا نہیں چھوڑتا۔اپنے جذب و شوق اور سرور و مستی میں شریک کر لیتا ہے۔شیخ الحدیث برادر مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کی البیلی تالیف ''کعبہ مرے آگے'' کی یہی کیفیت ہے۔مولانا کے تلمیذ رشید مولانا جان محمد نے ۱۹۸۵ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک مولانا کے اسفار حج و عمرہ کے ایمان افروز حالات و مشاہدات کو ان کی مختلف مطبوعہ وغیر مطبوعہ تحریروں سے منتخب فرمایا جو خوش نصیب حضرات حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں یا ارادہ رکھتے ہیں انہیں اس ایمان افروز کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات ۴۱۶ قیمت درج نہیں رابطہ 0301-3019928

پر اثر بیانات ج۲:

افادات: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ ضبط و ترتیب: مولانا محمد عدنان مرزا

ناشر: مکتبہ الایمان، کراچی ملنے کا پتہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر 14

فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ تدریس و تحقیق میں ممتاز حیثیت کے ساتھ وعظ و نصیحت میں بلند مقام رکھتے ہیں آپ کے خطبات، مواعظ پر تاثیر اور اثر انگیز ہوتے ہیں۔مولانا محمد عدنان مرزا نے آپ کے اصلاحی بیانات کو''پر اثر بیانات'' کے نام سے مرتب فرمایا ہے۔ہمارے پیش نظر دوسری جلد ہے، جس میں اہم اصلاحی موضوعات پر دس مواعظ ہیں۔

کاغذ، کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات ۲۸۶ قیمت درج نہیں رابطہ: 0321-2466024

تحفظ مدارس اور علماء وطلباء سے چند باتیں:

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم۔

ناشر: مکتبہ الایمان کراچی ملنے کا پتہ: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

پیش نظر مجموعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم کے ان مقالات و مضامین اور بیانات پر مشتمل ہے جو وقتاً فوقتاً مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں، ان تحریروں کے مخاطب مدارس دینیہ کے اساتذہ وطلبہ کرام ہیں آج مدارس دینیہ میں جو ضعف وانحطاط اور آثارِ زوال ہیں ان تحریروں میں اس پر دلی صدمے اور غم کے اشک نمایاں ہیں۔ یہ خطبات ومقالات اہل مدارس کے لئے ''ہند پیردانا'' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علماءِ حقکے اخلاص وللّٰہیت کے طفیل اہل مدارس کو اپنے اسلاف واکابر کی روایات کو زندہ وتابندہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات ۲۰۸ قیمت درج نہیں رابطہ: 0321-2466024

بحر الاذکار:

مجربات: خطیب اسلام حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر ترتیب: مولانا مفتی محمد قاسم بجلی گھر

ناشر: مکتبہ مولانا بجلی گھر لالہ زار کالونی علاقہ مولانا بجلی گھر لنڈی ارباب روڈ پشاور۔

''بحر الاذکار'' بعض مسنون اوراد واذکار اور بعض بزرگانِ دین کے مخصوص مجربات پر مشتمل ہے جنہیں حضرت مولانا مفتی محمد قاسم صاحب نے اپنے جلیل القدر والد خطیب اسلام حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ کی بیاض ومسودات سے جمع فرمایا ہے عملیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے قابل قدر مجموعہ ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات ۲۴۸ قیمت ۴۰۰ روپے رابطہ: 0333-9003600

خطبات مدراس:

مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی ؒ۔ تسہیل وتلخیص: پروفیسر ام عطیہ عثمانی

ناشر: مدرسہ احیاء السنہ وخانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ فاروقہ، ضلع سرگودھا۔ پوسٹ کوڈ 40040

کتاب ''خطباتِ مدراس'' مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کا عظیم علمی وتاریخی شاہکار ہے جس کا شمار ''زندہ کتابوں'' میں ہوتا ہے اس کا سحر انگیز اور دل ربا انداز تحریر آج بھی قلوب میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے۔ ان عظیم الشان علمی وادبی خطباتِ سیرت کی بھی تسہیل وتلخیص کی ضرورت تھی تاکہ عام قارئین اور سکول وکالجز کے طلبہ بھی ان سے استفادہ کر سکیں یہ فریضہ محترمہ پروفیسر ام عطیہ صاحبہ نے ادا فرمایا ہے جو ایک عرصہ تک خطباتِ مدراس پڑھاتی رہی ہیں اس تسہیل کے بعد متوسط الاستعداد قارئین بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ان خطبات کی طباعت میں بھی حسن ذوق کا ثبوت دیا گیا۔ ملون طباعت سے ظاہری حسن بھی دوبالا ہو گیا ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ۔ صفحات ۱۷۶۔ قیمت درج نہیں۔ رابطہ: 0301-6750208

مسافرین آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

⌘ میرے قریبی عزیز الحاج میاں غلام مرتضی صاحب (حال مقیم، سعودی عرب) کی جواں سالہ بیٹی ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک بجلی کا کرنٹ لگنے سے انتقال کرگئی ہیں، مرحومہ فرسٹ ائیر کا پیپر دے کر گھر (میاں پورارائیاں) پہنچی اور روم ائیر کولر پڑی ہوئی کتاب اٹھانے لگیں تو کرنٹ لگا اور موقع پر دم توڑ گئیں۔

⌘ جامعہ خیر المدارس کے قدیم فاضل اور شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ؒ شاگرد رشید حضرت مولانا احسان الحق صاحب بھی ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳ مئی ۲۰۱۶ء بروز پیر صبح سات بجے کے قریب ۶۳ برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرحوم ماہنامہ الخیر کے مدیر محترم اور جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ کے ہم درس، انتہائی نیک، عالم باعمل، متقی اور پرہیزگار انسان تھے، مدرسہ علوم اسلامیہ ،دہلی گیٹ کے ناظم دفتر، جامع مسجد قبا المعروف بیری والی مسجد میں بطور استاذ ایک طویل عرصہ گزارا، تقریبا ایک سال سے فالج کے عارضے کی وجہ سے صاحب فراش تھے، ساری زندگی جامعہ کے ساتھ بے لوث تعلق رکھا، ماہ رمضان المبارک میں سکھر، حیدرآباد تک بطور سفیر خدمات انجام دیں، بیماری کے ایام شکر اور صبر سے گزارے، ہرایک سے اپنی صحت، مغفرت، معافی اور خاتمہ بالایمان کی دعاؤں کی درخواست کرتے۔ پسماندگان میں بیوہ اور ایک بیٹا مولانا حافظ محمد عرفان الحق اور سینکڑوں شاگرد سوگوار چھوڑے ہیں، نماز جنازہ بعد نماز مغرب جامعہ خیر المدارس ملتان میں جامعہ خیر المدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد صاحب زید مجدہم نے پڑھائی، جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے پرچہ جات کی مارکنگ میں شریک سینکڑوں علماء کرام ومفتیانِ عظام، قراء وحفاظ کے علاوہ کثیر تعداد میں شہری احباب نے بھی شرکت کی۔

⌘ جامعہ کے ٹیلی فون آپریٹر برادرم سید محمد اسلم شاہ صاحب بخاری کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ بھی ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲ مائی ۲۰۱۶ء بروز اتوار انتقال کرگئی ہیں، مرحومہ ۴۔۵ سال سے علیل تھیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری اور سہ ماہی صدائے اسلام جلہ جیم/میلسی کے مدیر برادرم مولانا محمد سلیم صاحب جلوی کی والدہ ماجدہ بھی ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶ مئی بروز جمعرات انتقال کرگئی ہیں، مرحومہ انتہائی نیک، عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔

⌘ مکتبہ اصلاح تبلیغ حیدرآباد سندھ کے مدیر محترم جناب حافظ عبدالقدیر صاحب ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۷ مئی ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک انتقال کرگئے ہیں، مرحوم انتہائی نیک سیرت، خداترس انسان تھے، دینی مدارس کے ساتھ خصوصی تعاون بھی فرماتے۔

اللہ پاک جملہ مسافرانِ آخرت کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائیں، آمین

۵۵

اشتہار گندم

جامعہ خیرالمدارس (رجسٹرڈ) ملتان میں نئے تعلیمی سال ۳۸۔۱۴۳۷ھ (۱۷۔۲۰۱۶ء) کیلئے

جامعہ خیرالمدارس(رجسٹرڈ) ملتان۔ علومِ دینیہ کی ایسی فکری و اخلاقی تربیت گاہ ہے جس میں مشفق و ماہر اساتذہ کرام بانئ جامعہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے ممتاز و منفرد نظام تعلیم و تربیت کے مطابق تدریسی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

۱	**شعبہ حفظِ قرآن کریم** کے قدیم طلباء کا ۱۱؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶؍جولائی ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ بوقت ۸:۰۰ بجے صبح حاضر ہونا ضروری ہوگا، وقتِ مقررہ پر حاضر نہ ہونے والے طلبہ کے داخلے کا استحقاق ختم ہو جائے گا۔
۲	**سبقاً حفظ** میں اقامتی داخلہ کے لئے ابتدائی طور پر طالب علم کی عمر ۱۲ سال اور ۱۵ پاروں کا حافظ ہونا ضروری ہے اور گردان کے لئے داخلہ کے متمنی طلباء کی عمر ۱۵ سال سے زائد نہ ہو۔
۳	**شعبہ حفظ القرآن الکریم** میں جدید داخلہ ۱۲۔۱۳؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷۔۱۸؍جولائی ۲۰۱۶ء بروز اتوار۔ پیر ہوگا۔ داخلہ کے وقت طالب علم کے ساتھ اس کے سرپرست کا آنا لازمی ہوگا۔
۴	**شعبہ کتب و حفظ** کے قدیم وجدید طلباء کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ نادرا کا جاری کردہ شناختی کارڈ یا ''ب'' فارم ہمراہ لائیں۔ اس کے بغیر داخلہ نہیں ہوگا۔ امتحانِ داخلہ میں شرکت کے لئے کم از کم درجہ جید میں پاس ہونا اور وضع قطع کا شرعی ہونا ضروری ہوگا۔
۵	**شعبہ کتب** کا داخلہ ۱۲؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷؍جولائی ۲۰۱۶ء اتوار تا ۱۹؍شوال ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴؍جولائی بروز اتوار ہوگا۔
۶	**درجہ ابتدائیہ تا ثانویہ عامہ دوم** میں داخلے کے لئے طلباء کے ساتھ ان کے سرپرست کا آنا ضروری ہے
۷	**شعبہ کتب** میں جدید داخلہ کے لئے تمام درجات کا حسبِ سابق تقریری اور تحریری امتحان لازمی ہوگا۔ تقریری امتحان ساتھ ساتھ جاری رہے گا۔ پہلا تحریری امتحان ۱۵؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۶ء بروز بدھ صبح آٹھ بجے اور دوسرا تحریری امتحان ۱۹؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴؍جولائی ۲۰۱۶ء بروز اتوار بعد از نمازِ ظہر ہوگا۔ **نوٹ: مقبول درجہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ داخلہ کے لئے تشریف نہ لائیں۔**
۸	**شعبہ کتب** کے قدیم طلباء ۱۴؍شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹؍جولائی ۲۰۱۶ء بروز منگل حاضر ہوں گے۔
۹	**درجہ اولیٰ** میں داخلہ کے لئے ترجیحی طور پر میٹرک شرط ہوگی۔ اولاً میٹرک پاس طلبا کو داخلہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد متوسطہ یا مڈل پاس۔
۱۰	آغاز تعلیم ان شاء اللہ العزیز! شعبہ حفظ وقراءات: ۱۱شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶ جولائی بروز اتوار شعبہ کتب: ۲۰ شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۵ جولائی بروز سوموار بعد نماز مغرب ہوگا
۱۱	**تخصص فی الدعوۃ والارشاد** اور **درجہ تخصص فی الفقہ** کا امتحان ۲۵۔۲۶؍شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱۔۱۲؍اگست ۲۰۱۵ء بروز منگل۔ بدھ ہوگا۔ داخلہ امتحان میں شرکت کے لئے امیدوار کا وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں کم از کم جید جدّاً میں کامیاب ہونا شرط ہے۔ لہٰذا ان درجات میں داخلہ کے خواہشمند طلباء ۲۴؍شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰؍اگست ۲۰۱۵ء بروز سوموار جامعہ میں تشریف لائیں۔ اس سے قبل بذریعہ خط یا ٹیلی فون دفتر تعلیمات سے رابطہ کریں۔ 061-4545783=0300-6301509

داعی الی الخیر (مولانا) محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیرالمدارس (رجسٹرڈ) ملتان

فون: 061-4545783-4544440